Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 27

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا
60 ڈالر امریکن 65
کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

www.alislam.org/badr

5 شعبان 1432 ہجری قمری ۔ 5/وفا 1390 ہش ۔ 7/جولائی 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل مرحلہ ہے اسے وہی طے کرتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلتا ہے۔

آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو یہ تلقین کی تھی کہ جب تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسیح موعود کو بھیجے گا اُسے مان لینا تاکہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو۔اور بگڑنے سے بچ جاؤ۔

تلخیص اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 26 جون 2011 بمقام جرمنی

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا۔ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ۔

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔(آل عمران:104)

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کے سارے حملوں سے مخالفت کرے گا تو نفس پر قابو پاوے گا۔ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس پر موت وارد کرے۔حضور انور نے فرمایا یہ وہ طریق ہے جو تقویٰ کے حصول کے بارہ میں ہے۔یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ نفس کے سارے حملوں سے مخالفت کی جائے۔انسان کے سامنے ہر ہر سو تقویٰ سے توجہ ہٹانے کے سامان ہیں۔پھر شیطان کو کھلی چھٹی دی گئی ہے اور پھر حقیقی مومن کو فرمایا گیا کہ شیطانی کاموں سے بچو،اگر بچتے رہے تو حقیقی تقویٰ کو پالو گے اور ان چیزوں سے بچنے کے لئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے جس طرح ایک بچہ لکھنا سیکھتے وقت ٹیڑھے میڑھے حروف لکھتا ہے مگر رُکتا نہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ خوبصورت الفاظ لکھنے لگتا ہے اسی طرح اگر مومن مسلسل کوشش کرے تو تقویٰ کے بلند معیار کو پہنچ جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی دے کر ہمیں اس کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا بلکہ اس سے بچنے کے طریق سکھائے ہیں بلکہ اپنے بندوں کی مدد کے لئے اپنے فرستادے وقتاً فوقتاً بھیجتا ہے جو انسان کے تقویٰ میں ترقی کیلئے آتے ہیں اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرما کر ہمیں تقویٰ کی حقیقت بتائی ہے اور آپ نے ہمیں جامع الفاظ میں یہ بتایا کہ تقویٰ کیلئے تمہارا ہر کام خدا کی رضا کے لئے ہو۔لیکن یہ کوئی ایک دن کا کام نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل کوشش ہے اور اس میں ثابت قدمی دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل مرحلہ ہے اسے وہی طے کرتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلتا ہے۔ بناوٹ سے کوئی تقویٰ حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہیں ہوگا۔اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔جب تک تقویٰ نہیں ہوگا بندہ اولیاء الرحمٰن میں داخل نہیں ہوسکتا۔پس اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں سے حقیقی تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے مختلف راستے بیان فرمائے ہیں اور ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں اُس زمانے میں پیدا کیا جس میں آنحضرتؐ کے عاشق صادق کو بھیجا۔پس ہمارا فرض ہے کہ اس امام کے کامل فرمانبردار بننے کی کوشش کریں کیونکہ اس کی فرمانبرداری میں ہی اللہ کی اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری ہے گزشتہ مذاہب میں برائیاں اس لئے جڑ پکڑ گئیں کہ ان میں تقویٰ کی کمی ہوگئی تھی آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو بھی یہ تلقین کی ہے کہ جب تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسیح موعود کو بھیجے گا اُسے مان لینا تاکہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو۔اور بگڑنے سے بچ جاؤ۔ بیشک اسلام نے تاقیامت قائم رہنا ہے مگر حقیقی مسلمان اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے جو زمانے کے امام سے جڑنے والے وہی ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تقویٰ کا حق ادا نہیں کروگے تو سزا کے مستحق ہوگے۔اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر خدا کی رضا کیلئے کوشش کرتے رہے اور اس حالت میں موت آئی تو بھی خدا کی رضا کی حالت ہوگی۔پس تقویٰ کے حصول کے لئے دعا اور کوشش ایک مومن کی پہچان ہے یہ بہت اہم چیز ہے اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ہم جو امام کو ماننے والے ہیں ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ خدا کی رضا کے لئے ان باتوں پر بھی چلنا ہوگا جس سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔اس غرض کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے کہ تقویٰ جو گم ہوگیا ہے اُسے قائم کیا جائے اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ وطہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔اس غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ بنایا ہے اور پاک جماعت بنانا اس کا مقصد ہے۔حضور انور نے فرمایا یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔آج ہر طرف فسق وفجور اور بے حیائی کا دور ہے۔میڈیا نے اس کو بڑھاوا دیا ہے۔پس اگر آج ایک احمدی مرد عورت نوجوان اور بچے نے اس بات کو نہ سمجھا کہ مسیح موعودؑ ایک جماعت بنانے کیلئے آئے تھے اور دنیا کو فسق وفجور سے بچانے کیلئے آئے تھے،اگر آج یہ خود دُنیا میں پڑ گئے تو مسیح موعودؑ کی جماعت کی غرض کو بھی بھلا دینے والے ہوں گے۔فسق وفجور کیا ہے؟ اخلاق سے گری ہوئی حرکات کرنا، جھوٹ بولنا احکام الٰہی سے روگردان ہونا وغیرہ۔آج کل کے جو ذرائع تفریح کے ہیں وہ بھی بے حیائیوں کی طرف ترغیب دلانے والے ہیں اس کی مثال فیس بُک ہے۔جس کا مقصد آپس کی بے حیائیوں کو ترغیب دینا ہے اس کو بنانے والا خود کہتا ہے کہ انسان جو کچھ ہے وہ ظاہر و باہر ہوکر دوسرے کے سامنے آجائے اور اگر کوئی ننگی تصویر بھی ڈال دے تو جائز ہے۔اور اس پر تبصرہ کرے یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔پس ہمارا فرض ہے کہ آج ہم نے تقویٰ کو قائم کرنا ہے۔ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کی

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کوکھ میں قتل

ہندوستان میں عموماً اور شمالی ہندوستان میں خصوصاً سال میں دو مرتبہ ''نوراتروں'' کا تہوار منایا جاتا ہے۔ ان نوراتروں میں ہندوستان کی اکثریت دیوی کی پوجا کرتی ہے۔ ہر روز ایک نئی دیوی کی پوجا ہوتی ہے اور اُس سے مُرادیں مانگیں جاتی ہیں اور یہ پوجا 9 دن چلتی ہے۔ ان دیویوں کے مختلف نام رکھے گئے ہیں۔ کسی علاقہ میں یہ دُرگا کے نام سے پوجی جاتی ہیں تو کہیں لکشمی، کالی وغیرہ کے نام سے۔ اسی طرح ''کنجک پوجا'' (یعنی چھوٹی بچیوں کو پوجنے کا خاص دن) بھی سماج میں بڑی عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ معاشرے میں ایک طرف عورت کو اتنا بلند کیا گیا ہے کہ اُسے خدائی کے مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اُس کی عبادت کی جارہی ہے اور اس سے مرادیں طلب کی ہیں جبکہ تصویر کا دوسرا پہلو ہمارے سامنے یہ ہے کہ ملک میں آج بھی بچیوں کو پیدا ہونے سے قبل ماں کے پیٹ میں ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اس طرح کے واقعات میں ہر دن اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر نیا سال اس میں کمی ہونے کے بجائے مسلسل اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اخبارات میں بھی آئے دن الٹرا ساؤنڈ سینٹرز کو سیل کرنے کی خبریں ہمیں ملتی رہتی ہیں۔

موجودہ زمانہ تعلیم کا زمانہ ہے اور انسان نے اپنے عیش اور آسانیوں کے سامان گذشتہ زمانوں کی نسبت زیادہ پیدا کر لئے ہیں تعلیم کی فراوانی کے نتیجہ میں چاہئے تو یہ تھا کہ انسان زیادہ Broad Minded ہوتا مگر لڑکیوں اور خصوصاً بچیوں کے متعلق اس کا نظریہ اس بات پر گہری چوٹ کر رہا ہے۔ ہندوستان میں بچیوں کو ماں کے رحم میں قتل کئے جانے کے واقعات میں تشویشناک تیزی آئی ہے۔ حیرانی ہوتی ہے کیا ہم کسی روشن خیال معاشرہ میں جی رہے ہیں؟ مشہور رسالہ ''لینسٹ'' نے یہ راز کھولا ہے کہ ہندوستانی معاشرہ میں پیدائش سے پہلے ہی قتل کی جانے والی بچیاں عام طور پر وہ ہیں جو تعلیم یافتہ اور امیر گھروں میں پیدا ہوتی ہیں۔ عداد و شمار اپنے آپ میں بہت چونکا دینے والے ہیں۔ رسالہ کے مطابق ۱۹۸۰ء سے لیکر ۲۰۱۰ء تک ایک کروڑ سے بھی زیادہ بچیوں کے جنین ماں کے رحم میں مار دئے گئے۔ اس سے بھی زیادہ حیران کن حقیقت یہ ہے کہ یہ قتل عموماً تعلیم یافتہ اور بہتر زندگی گزارنے والے خاندانوں میں بمقابلہ غریب خاندانوں کے زیادہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ امیر خاندان سائنسی آلات کا سہارا لیکر پیدائش سے قبل بچیوں کو قتل کر دیتے ہیں اور اپنے اثر و رسوخ سے ایسے ظالمانہ اور غیر اخلاقی فعل کو سرانجام دیتے ہیں۔

۲۰۱۱ء کی مردم شماری کا جائزہ لینے سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی ہے کہ ۶ سال کی عمر کے بچے بچیوں کی آبادی میں نمایاں فرق آ گیا ہے۔ چھ سال کے بچوں کے مقابل میں چھ سال کی بچیوں کی تعداد میں ۷۱ لاکھ کا فرق ہے۔ اگر یہ رجحان اسی طرح جاری رہا تو آئندہ سالوں میں اور بھی کمی واقع آئے گی۔ اس کمی سے جو سماجی خطرات درپیش ہوں گے ان سے ہمارا روشن خیال سماج کب تک آنکھیں چرائے گا۔ حالات کی سنگینی کا عالم یہ ہے کہ بعض علاقوں میں شادی کیلئے لڑکیوں کی مشکل ہو رہی ہے بیشک ہندوستانی سماج میں یہ سوچ کام کرتی ہے کہ خاندان لڑکوں سے چلتا ہے لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اگر لڑکوں کو شادی لائق لڑکیاں ہی میسر نہ ہوں گی تو پھر خاندان آگے کس طرح چلے گا؟ امیر یا اونچے اثر و رسوخ والے خاندانوں کے لڑکے اگر شادیاں کرلیں گے تو بھی درمیانے طبقہ اور غریب طبقہ کیلئے دلہنوں کی تلاش ایک چیلنج بن جائے گا۔

ہر سال بچیوں کے مادرحم میں قتل کو روکنے کیلئے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے پروگرام بناتے ہیں۔ مختلف سیمینار، تقاریر جلسے جلوس کئے جاتے ہیں، مضامین اور کتب لکھی جاتی ہیں، اسکول کالج میں بچوں بچیوں کو اس سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ حکومت کی جانب سے اس طرح کے غیر اخلاقی فعل کی سزا کے لئے قوانین بنائے گئے ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ مادرِ رحم میں بچیوں کا قتل جاری ہے اور ہر کوشش کے باوجود اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اس خطرناک جاہلانہ ذہنیت کو مٹانے کیلئے سرکار کی جانب سے صرف قوانین بنانے سے کام نہیں چلے گا اس لئے کہ قانون کی گرفت سے بچنے کیلئے راہ تلاش کر لی جاتی ہے۔ حکومت جتنی مرضی کوشش کرے جب تک عوام اس میں حکومت کا تعاون نہ کرے تب تک اس طرح کے قوانین کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سماج کی ذہنیت کو تبدیل کیا جائے اور ان امور پر غور کیا جائے کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر مادر رحم میں بچیوں کا قتل کر دیا جاتا ہے؟

حالات کا جائزہ لینے سے آپ خود اس بات کا اقرار کریں گے کہ بچیوں کے قتل کی ایک بڑی وجہ شادی کے موقع پر دیئے جانے والے جہیز کی ہے اکثر والدین کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ اگر بچی پیدا ہوئی تو پھر ہمیں اُس کی پیدائش کے وقت سے ہی اس کی شادی کے لئے جہیز جوڑنا شروع کرنا ہوگا کیونکہ جہیز کے بنا شادی تو

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا o (بنی اسرائیل آیت ۳۲)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

ممکن ہی نہیں۔ غریب والدین جن کے لئے آج کی مہنگائی کے دور میں دو وقت کی روٹی جٹانا مشکل ہوتا ہے وہ بچی کی پرورش اور پھر اُس کے لئے جہیز کے سامان کے بندوبست وغیرہ کا خیال لاکر مادر رحم میں ہی بچیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عموماً ہمارے سماج میں بچیوں کی نسبت بچوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ لڑکیوں کے مقابل لڑکوں کو اپنی شان کا نشان سمجھا جاتا ہے اور پڑھے لکھے امیر خاندانوں میں بھی یہ غلط سوچ پائی جاتی ہے۔ اکثر اس جھوٹی شان کے اظہار کیلئے اس فعل قبیح کو کرتے ہیں تاکہ معاشرہ میں اُن کی جھوٹی شان قائم رہے۔

اسلام نے آج سے 1400 سال قبل ہی معاشرہ میں ہونے والے اس فعل قبیح کا ذکر کیا ہے اور اس کی روک تھام کا انتظام کیا ہے قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جس نے شروع سے ہی عورتوں کی عزت کو قائم کیا ہے اور ان کے حق کو تسلیم کیا ہے بچیوں کے حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کے لئے قرآن مجید نے مادر رحم میں بچیوں کے قتل کو بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسلام اعلان کرتا ہے کہ:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (النحل 59.60)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جائے تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اسے ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس خبر کی تکلیف کی وجہ سے جس کی بشارت اسے دی گئی۔ کیا وہ رسوائی کے باوجود (اللہ کے) اُس (احسان) کو روک رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے؟ خبردار! بہت ہی برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ وہ لوگ جو غربت کے ڈر سے اولاد کو قتل کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ نومولود ہمارے لئے مزید تنگی اور پریشانی کا باعث ہوگا ایسی ذہنیت والوں کو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں بتا دیا کہ:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا o (بنی اسرائیل آیت ۳۲)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

قارئین! قرآن مجید کی یہ تعلیم اُس دور میں نازل ہوئی جبکہ عرب کے معاشرہ میں عورتوں کو ان کے حقوق نہیں دئے جاتے تھے۔ وہ مال متروک سمجھی جاتی اور تقسیم کی جاتی تھیں۔ قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں عورتوں کی جو کایہ پلٹی اُس کی مثال تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ آج کا مہذب اور روشن خیال معاشرہ جو اپنے آپ کو ہر معنوں میں افضل اور اعلیٰ سمجھتا ہے مادر رحم میں بچیوں کے قتل کے یہ واقعات اس کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔

آج معاشرہ کو اس فعل قبیح سے روکنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کی سوچ کو بدلا جائے اور اس بارے میں ایک سماجی بیداری پیدا کی جائے۔ جب تک حکومت اور ادارہ جات اس جانب توجہ نہیں دیں گے۔ صرف قوانین بنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لعنت سے نجات تبھی ممکن ہے جب معاشرہ کا ہر شخص اس ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اگر بچیوں کی تعداد یوں ہی کم ہوتی رہی تو پھر مستقبل میں ماں، بہن، بیٹی بیوی جیسی عظیم نعمت ختم ہو جائے گی۔ معاشرہ کو سوچنا پڑے گا کہ بچیوں کے قتل کے نتیجہ میں خود بنی نوع انسان کی نسل کے خطرہ میں آنے کا احتمال ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کا احساس کرتا ہوا نئی سوچ کے ساتھ بیدار رہو۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے شفاعت کے اسلامی نظریہ کی پُر معارف تشریح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06 رمئی 2011ء بمطابق 06 رہجرت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ۔ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ۔ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ۔ (البقرة:256)

کچھ عرصہ ہوا، مَیں نے اپنے ایک خطبہ میں اس حوالے سے بات کی تھی کہ آج کل عموماً مسلمان اپنی توجہ نیکیوں کی طرف رکھنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اس میں بڑھنے کی بجائے پیروں فقیروں کے پاس جانے یا اُن کی قبروں پر منتیں مانگنے یا پُرانے بزرگوں اور اولیاء کی قبروں اور مزاروں پر جا کر اُن سے اس طرح مانگنے میں لگے ہوئے ہیں جس طرح خدا تعالیٰ سے مانگا جاتا ہے۔ پاکستان ہندوستان وغیرہ کی اکثریت تعلیم کی کمی کی وجہ سے اور نسلاً بعد نسلاً پیر پرستی کے تصور کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ یہ پیر یا فقیر یا بزرگ اور اولیاء ہماری مرادیں پوری کر سکتے ہیں، ہماری دادرَسی کر سکتے ہیں۔ اس لئے اُن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور بعض تو شرک میں اس حد تک بڑھے ہوئے ہیں کہ قبروں پر سجدے بھی کر دیتے ہیں۔ بلکہ ایسے واقعات بھی ہیں کہ عورتیں کہتی ہیں کہ یہ بیٹا ہمیں خدا تعالیٰ نے نہیں دیا بلکہ داتا صاحب نے دیا ہے۔ تو اس حد تک شرک بڑھا ہوا ہے۔ پس ایسے وقت میں جب مسلمان جو سب سے بڑھے موحّد کہلانے چاہئیں کہ اُن کی تعلیم ہی یہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات پر زور دیتے رہے، قرآنِ کریم ہمیں اِسی بات کی تعلیم دیتا ہے لیکن بدقسمتی سے یہ موحّد بھی اس شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان میں ایسے شرک کی باتیں ہو رہی ہیں جو بعض دفعہ اِن کو اسلام کے بجائے مشرکین کے زیادہ قریب کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہم پر احسان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا تا کہ اس زمانہ میں اس غلط تعلیم کو اور اس بگاڑی ہوئی تعلیم کو جو پیروں فقیروں کی وجہ سے بگڑ گئی ہے، اُس کی صحیح طرف رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے، زمانے کے حَکم اور عَدل، مسیح و مہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے ہمیں اس شرک کے گند سے نکالنے کے لئے وہ رہنمائی فرمائی ہے جو عین اُس تعلیم کے مطابق ہے جو قرآنِ کریم کی تعلیم ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم ہوتی ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کا پتہ لگتا ہے۔ جس سے آپ کی بڑائی اور برتری ثابت ہوتی ہے۔ جس سے تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت ہوتی ہے۔ دوسرے مذاہب والے جتنا بھی چاہیں یہ کہتے پھریں کہ ہمارے مذہب میں نجات ہے اور خاص طور پر عیسائیت کا یہ دعویٰ ہے کہ مسیح نے صلیبی موت سے ہمارے لئے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اب مسیح ہی ہمارے لئے راہِ نجات ہے اور پھر اس لئے بھی کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور اِس کے ماننے والے ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو اس وجہ سے وہ بلکہ عیسائیت میں جو سینٹس (Saints) کہلاتے ہیں وہ بھی شفاعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں سابقہ پوپ جان پال دی سیکنڈ جو تھے، اُن کے بارہ میں بھی عیسائی دنیا میں کہا گیا کہ اُس کے بعض معجزات کی وجہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اُسے بھی شفاعت کا مقام مل گیا ہے کیونکہ ایک خاص مقام پر وہ فائز ہو گیا ہے۔ اُس کو ایسا قرب مل گیا ہے جہاں وہ شفاعت کر سکتا ہے اور وہاں جنت میں بیٹھ کر وہ یہ کام کر سکتے ہیں۔ بہرحال یہ تو اُن کے نظریات ہیں۔ اُن کی جو غلط تعلیم ہے اُس کے مطابق وہ کرتے ہیں۔ جو وہ سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ اُن کی تعلیم ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مکمل طور پر خلاف چلتے ہوئے شرک پر بنیاد کر رہی ہے۔ لیکن اس تعلیم کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں عیسائیت کے اِن غلط نظریات کے بارہ میں بتایا۔ اِس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”سو یاد رکھو کہ خدائی کے دعویٰ کی حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے۔ انہوں نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جو کچھ اُنہوں نے اپنی نسبت فرمایا ہے وہ الفاظ شفاعت کی حد سے بڑھتے نہیں۔ سو نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پا گئے اور مَیں خود اس میں صاحبِ تجربہ ہوں“۔ فرمایا ”اور میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دُکھوں سے رہائی پا گئے اور یہ خبریں اُن کو پہلے سے دی گئی تھیں۔ اور مسیح کا اپنی امت کی نجات کے لئے مصلوب ہونا اور اُمت کا گناہ اُن پر ڈالے جانا ایک ایسا مہمل عقیدہ ہے جو عقل سے ہزاروں کوس دور ہے۔ خدا کی صفاتِ عدل اور انصاف سے یہ بہت بعید ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی دوسرے کو دی جائے۔ غرض یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے“۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 236)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”حقیقی اور سچّی بات یہ ہے .... کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ سے تعلق کامل ہو تا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہو تا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچاوے۔ جب تک یہ دونوں تعلق شدید نہ ہوں شفیع نہیں ہو سکتا۔

پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابلِ غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دیکھے جائیں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا اور ساری بحثیں فرضی ہیں“۔ (یعنی خدا تعالیٰ کا تعلق اور پھر مخلوق سے تعلق اور اُس کا فیض، اللہ تعالیٰ کے تعلق کا فیض بھی مخلوق کو پہنچانا، اِس کے نتیجے ہونے چاہئیں۔ اگر یہ نہیں تو فرضی بحثیں ہیں)۔ فرمایا کہ ”مسیح کے نمونہ کو دیکھ لو کہ چند حواریوں کو بھی درست نہ کر سکے۔ ہمیشہ اُن کو سُست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی رو سے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا“۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ انجیل یہ کہتی ہے کہ اپنے حواریوں کو بھی درست نہیں کیا اور اُنہیں بُرا بھلا کہا) فرمایا کہ ”بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انہوں نے عذابِ الیم سے چھڑایا اور گناہ کی زندگی سے اُن کو نکالا کہ عالَم ہی پلٹ دیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی شفاعت سے بھی فائدہ پہنچا۔ عیسائی جو مسیح کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تو یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ موسیٰ کی طرح اُنہوں نے گناہ سے قوم کو بچایا ہو“۔ (بائبل میں Old Testament میں حضرت موسیٰ کی مثالیں تو ملتی ہیں لیکن حضرت عیسیٰ کے بارے میں نہیں۔ جو بھی کہا ہے پولوس (Paul) نے کہا ہے یا کچھ اور لوگوں نے جن کے نام تعارف میں نہیں دیئے جاتے۔) فرمایا ”بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کے بعد قوم کی حالت بہت ہی بگڑ گئی اور اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو لنڈن یا یورپ کے دوسرے شہروں میں جا کر دیکھ لے کہ آیا گناہ سے چھڑا دیا ہے یا پھنسا دیا ہے“۔ (اب جو گناہ ہے، گناہ کی تعریف ہے، جو برائی ہے۔ اگر اُس کی تعریف بدل دی جائے، برائیاں آزادی اور نیکیاں شمار ہونے لگیں تو پھر تو بے شک اِن کی تعلیم یا جو عمل ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ جو حقیقی برائیاں ہیں، اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں ہیں، انسان کا انسانیت سے یا اخلاقی لحاظ سے باہر نکلنا وہ برائیاں تو یورپ میں بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے یہ گناہ سے نکالنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں اور ڈبونا ہے) فرمایا کہ ”......نرے دعوے ہی دعوے ہیں جن کے ساتھ کوئی واضح ثبوت نہیں ہے۔ پس عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح چھوڑانے کے لئے آیا تھا ایک خیالی بات ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے بعد قوم کی حالت بہت بگڑ گئی اور روحانیت سے بالکل دور جا پڑی“۔ (بلکہ چرچ تو اب خود کہتے ہیں کہ روحانیت سے ہم بہت دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں) فرمایا کہ ”ہاں سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپ ؐ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ بھیج دیتا ہے“۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 159,160 مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے اصل تصویر جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کی دکھائی ہے کہ بائبل کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی زندگی میں اپنے حواریوں کی اصلاح نہ کر سکنا ثابت ہے۔ پھر صلیبی موت جو اُن کے نزدیک لعنتی موت بھی ہے۔ یہ بھی یہودیوں کے نزدیک تو ایک برائی تھی گو اُس کی جو مرضی تاویلیں اب پیش کی جائیں۔ گو ہم احمدی مسلمان اس بات کو نہیں مانتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی کو بھی اپنے اُن تمام الزامات سے بچایا جو یہودی آپ پر لگانا چاہتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لمبی عمر پائی اور اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ اُس مقصد میں کامیاب ہوئے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اُن کو بھیجا تھا۔ پوپ کے حوالے سے یہ وضاحت، یہ بیان جو مَیں نے کیا ہے، اس لئے بھی بیان کیا ہے کہ آج کل سکولوں میں بھی کافی discussion ہو رہی ہے اور بچے اور نوجوان معجزہ کے بارے میں باتیں سنتے ہیں، ذکر سنتے ہیں اور پھر بعض دفعہ متأثر بھی ہو جاتے ہیں۔ تو انہیں یہ پتہ چلے کہ حقیقت کیا ہے؟

ہمیشہ یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کا جو مقام ہے وہی اصل مقام ہے، بلند مقام ہے۔ اور آپ کی زندگی سے لے کر آج تک آپ کے وصال کے بعد بھی یہ معجزات ہوتے چلے جا رہے ہیں اور نمونے قائم ہو رہے ہیں۔ آپ کے ماننے والوں میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو معجزات دکھانے والے ہیں۔ ہم احمدی تو بڑے وثوق سے اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے طفیل اپنی قدرت کے نظارے دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس یقین پر بھی ہم قائم ہیں اور اس ایمان پر قائم ہیں کہ کسی سینٹ (Saint) کی کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔ عیسائی تو یہ خاص مقام کسی کو کسی کے مرنے کے بعد دلوا رہے ہیں اور وہ بھی خدا تعالیٰ نہیں دے رہا بلکہ لوگ دے رہے ہیں۔ یہ مقام، جس کی حقیقت بھی اب پتہ نہیں کہ وہ معجزات تھے کہ نہیں تھے۔ بلکہ پولینڈ کے ایک اخبار نے تو یہاں تک لکھا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹروں کی جو ٹیم بعض معجزات کے فیصلے کرتی ہے، اُن کی تشخیص صحیح بھی ہو کہ نہیں۔ جس عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس کو پارکنسن (Parkinson) تھی، ہو سکتا ہے اُس سے ملتی جلتی کوئی اور بیماری ہو جس کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے اور جو تھوڑے عرصے بعد خود ہی ٹھیک بھی ہو جاتی ہے۔

بہرحال اس وقت مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شفاعت کا صحیح اسلامی نظریہ کیا ہے؟ ایک مسلمان کے نزدیک شفاعت کیا ہے؟ اور کیا ہونی چاہئے؟ قرآنِ شریف میں اس بارہ میں کئی آیات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بہت جگہ پر مختلف آیات کے حوالے سے کھول کر یہ بیان فرمایا ہے کہ شفاعت کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا عیسائیت کے نظریہ کے تعلق میں دو مثالیں مَیں پیش کر چکا ہوں۔ ابھی جو مَیں نے آیت تلاوت کی ہے، یہ آیۃ الکرسی کہلاتی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے اور ہم عموماً پڑھتے بھی رہتے ہیں۔ اکثروں کو یہ ترجمہ آتا بھی ہوگا۔ لیکن بہرحال ترجمہ سُن لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے، نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اُس کے اِذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

اِس آیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمام آیات کی سردار ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی حدیث نمبر 2878)

بلکہ یہ بھی روایت ہے کہ سورۃ بقرۃ کی پہلی چار آیات اور آیۃ الکرسی اور اس کے ساتھ کی دو آیات اور آخری تین آیات پڑھنے والے کے گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن باب فضل أول سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی حدیث 3383)

یعنی اگر انسان اِن کو پڑھے، اس پر غور کرے، اس کو سمجھے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو شیطان ویسے ہی دور چلا جاتا ہے۔

پس اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک ہو اور دل کو ہمیشہ پاک رکھنے کی کوشش ہو۔ یہ عمل ہیں جن کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے بارہ میں احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانی بشری کمزوریوں سے صرفِ نظر فرماتا ہے۔ لیکن عمل کچھ نہ ہوں، اللہ تعالیٰ پر یقین نہ ہو، نمازوں کی طرف توجہ نہ ہو، خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف بے رغبتی ہو تو صرف پیروں فقیروں یا اولیاء کی قبروں پر دعاؤں پر ہی انحصار کرنے سے بخشش اور شفاعت کے سامان نہیں ہوتے۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے کہ صرف پیروں فقیروں پر انحصار کیا جائے۔ عیسائیوں کا ظاہری شرک ہے تو یہاں مسلمانوں میں ظاہری بھی اور چھپا ہوا بھی، دونوں طرح کا شرک ملتا ہے۔ بہرحال اس آیت میں جو پیغام ہے، اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر کی روشنی میں ہی بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو جامع صفاتِ کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزّہ ہے۔ (ہر ایک نقص سے پاک ہے) وہی مستحقِ عبادت ہے۔ اُسی کا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حیّ بالذّات اور قائم بالذّات ہے‘‘ (زندہ رہتا ہے۔ اپنی ذات میں زندہ ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) اور بجز اس کے اور کسی چیز میں حیّ بالذات اور قائم بالذات ہونے کی صفت نہیں پائی جاتی‘‘۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 مرتبہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 138۔ مطبوعہ قادیان 1899)

پھر آپ نے وضاحت فرمائی کہ باقی تمام چیزوں میں جو مخلوق ہیں، جو بھی ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو آپ ہی موجود ہو اور پھر قائم بھی رہے۔ (ماخوذ از رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 مرتبہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 138 مطبوعہ قادیان 1899)

یہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ باقی سب اُس کی مخلوق ہیں۔ اُن کو ایک وقت میں زندگی ملتی ہے یا وجود میں آتی ہیں اور پھر ختم ہو جاتی ہیں، قائم نہیں رہ سکتیں، ہمیشہ نہیں رہ سکتیں۔ اور جس کی زندگی ہی تھوڑی ہے اور قائم نہیں رہ سکتا اُس نے دعائیں کیا سُنی ہیں۔ اُس نے کسی کی دعا کی قبولیت کیا کرنی ہے اور کسی کو اولاد کیا دینی ہے؟ پس اللہ ہی ایک ذات ہے جو سب طاقتوں کی مالک ہے۔ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گی۔

اس آیت میں ابتدا میں ہی پہلی یہ بات بتا دی کہ اللہ ہی تمہارا معبود ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس لئے اگر اس کی صفات سے فیض پانا ہے تو ظاہری شرک اور مخفی شرک ہر ایک سے بچو۔

پھر فرمایا یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے کہ اسے نیند نہیں آتی نہ اُونگھ آتی ہے۔ اُس کی ہر وقت اپنی مخلوق پر نظر ہے اور تمام نظام جو ہے وہ اس کو وہ چلا رہا ہے اور اس نظام کو چلانے سے تھکتا نہیں۔ ہمارے پیر فقیر تو تھک جاتے ہیں بلکہ اکثر تو آج کل کے، آجکل کیا، جو بھی گدی نشین پیر بنے ہوئے ہیں وہ تو نمازوں اور عبادتوں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے اور اُن کا کام تو صرف کھانا پینا، عیاشیاں کرنا، اور پُرخوری کرنا ہے۔

پھر اس آیت میں شفاعت کے پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ گو شفاعت کا مسئلہ صحیح ہے۔ شفاعت ہوتی ہے۔ پچھلے خطبہ کا جو مَیں نے ذکر کیا تو اُس کے بعد مجھے کسی نے پوچھا تھا کہ اس طرح آپ نے ظاہر کیا کہ جس طرح کسی قسم کی شفاعت ہو ہی نہیں سکتی۔ شفاعت ہوتی ہے لیکن ان پیروں فقیروں کو اللہ تعالیٰ نے حق نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بِـاِذْنِـہٖ۔ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے شفاعت ہو سکتی ہے۔ آج مسلمانوں میں بھی کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ بیشک اسلام خدا تعالیٰ کا آخری اور مکمل دین ہے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ اُس پر پورا عمل کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کا اِذن ہے۔ جنہوں نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ویسے ہی باہر نکل رہے ہیں۔ جو احمدی ہیں، کتنے بھی بڑے بزرگ ہوں، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو لیکن کوئی شفاعت کے اِذن کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود اپنا یہ حال ہے۔ ایک واقعہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے ایک دفعہ شدید بیمار ہو گئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے لئے جب صحت کی دعا کی تو یہی جواب ملا کہ صحت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ دعا نہیں تو مَیں شفاعت کرتا ہوں۔ اُس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ تم کون ہوتے ہو بغیر اِذن کے شفاعت کرنے والے۔ کہتے ہیں اس بات پر مَیں کانپ کر رہ گیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت دیکھی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی فرمایا کہ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَاز۔ کہ تجھے اس شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے۔ اور پھر انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے وہ بیٹے بڑا لمبا عرصہ زندہ رہے۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 229)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اِذن ہوگا تب آپ شفاعت کریں گے۔ ایک لمبی حدیث ہے اس کا ایک حصہ ہے۔ (سنن الدارمی کتاب الرقاق باب فی الشفاعۃ حدیث 2806)

اور پھر ایک روایت ہے۔ زیاد بن ابی زیاد جو بنی مقسوم کے غلام تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم مرد یا عورت سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خادم سے دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ایک روز اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میری ایک حاجت ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے؟ خادم نے عرض کی۔ میری حاجت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس بات کی طرف کس نے توجہ دلائی؟ خادم نے عرض کیا میرے ربّ نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیوں نہیں، پس تم سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔ مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 5 صفحہ 517 حدیث خادم النبیؐ حدیث نمبر 16173 عالم الکتب بیروت 1998)

پس شفاعت اگر چاہتے ہو تو پھر سجدوں کی کثرت کی بھی ضرورت ہے۔ ایک آدھ نماز پڑھ لینے سے، پیروں کی قبروں پر سجدے کر لینے سے شفاعت نہیں ہوگی بلکہ سجدوں کی کثرت کرنے سے شفاعت ہوگی اور سجدے بھی وہ چاہئیں جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو واحد و یگانہ اور سب طاقتوں کا مالک سمجھتے ہوئے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو تمام حاجات کا پورا کرنے والا سمجھا جائے۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کے روز لوگوں میں سے وہ کون خوش قسمت ہے جس کی آپ سفارش فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوہریرہ! مجھے یہی خیال تھا کہ تم سے پہلے یہ بات مجھ سے اور کوئی نہیں پوچھے گا کیونکہ مَیں دیکھ چکا ہوں جو حِرص تمہیں حدیث کے متعلق ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت کے ذریعے لوگوں میں سے خوش قسمت وہ شخص ہوگا جس نے اپنے دل یا فرمایا اپنے نفس کے اخلاص سے یہ کہا۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ (صحیح البخاری کتاب العلم باب الحرص علی الحدیث حدیث:99)

پس اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو' جو اخلاص سے کہا گیا، دل سے کہا گیا، نفس کی کسی ملونی کے بغیر کہا گیا، وہی اصل چیز ہے، اور یہی اَصل ہے جو شفاعت کا حقدار ٹھہراتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی شفاعت کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار فرمایا۔ ایک جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ آپ سے یہ اعلان کرواتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: 32) کہ تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یہ آیت جہاں عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے ایک کھلا اعلان ہے کہ تمہارے یہ دعوے کہ تم خدا کے پیارے ہو اور اُس کے بچے ہو، خاص طور پر عیسائی جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے کے ماننے والے ہیں، اس لئے خدا کے پیارے ہو گئے یا وہ ہمارے لئے نجات کا باعث بن گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے دعوے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع ہی اللہ تعالیٰ کا پیارا بنا سکتی ہے۔ یہ تمام مذہب والوں کو ایک چیلنج ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے بھی اس میں یہی حکم ہے کہ نام کا اسلام ہی نہیں بلکہ پیرویٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ وجود ہیں جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاننے والے ہیں اور اُس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے والے تھے۔ پس اگر آپ کی شفاعت سے حصہ لینا ہے تو پھر آپ کی سنت پر عمل کرنا ہوگا، آپؐ کے عمل کو دیکھنا ہوگا۔ اپنے اوپر قرآنِ کریم کی حکومت کو لاگو کرنا ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہی فرمایا ہے کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن۔ یہی آپ کا امتیاز اور آپ کی شان تھی کہ آپ کا ہر فعل، ہر قول، ہر عمل قرآنِ کریم کے مطابق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اور قرآنِ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ ترجمہ: کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں یعنی اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے''۔

(عصمت انبیاء علیہم السلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 680)

پس یہ سچی اطاعت اور پیروی جو ایک مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی چاہئے۔ اسی سے آپ کا اُمتی ہونے کا صحیح حق ادا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ایک انسان، ایک مسلمان، ایک حقیقی مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کا وارث بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو مزید کھول کر اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ شفاعت کوئی چیز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے اور اس پر یہ نص صریح ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ:103)۔ یہ شفاعت کا فلسفہ ہے۔ یعنی جو گناہوں میں نفسانیت کا جوش ہے وہ ٹھنڈا پڑ جاوے۔ شفاعت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ گناہ کی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور نفسانی جوشوں اور جذبات میں ایک برودت آ جاتی ہے۔ جس سے گناہوں کا صدور بند ہو کر اُن کے بالمقابل نیکیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پس شفاعت کے مسئلہ نے اعمال کو بیکار نہیں کیا بلکہ اعمالِ حسنہ کی تحریک کی ہے''۔ شفاعت کے مسئلے سے نیک اعمال بجالانے کی مزید تحریک پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا: ''شفاعت کے مسئلہ کے فلسفہ کو نہ سمجھ کر احمقوں نے اعتراض کیا ہے۔ اور شفاعت اور کفّارہ کو ایک قرار دیا۔ حالانکہ یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔ کفّارہ اعمالِ حسنہ سے مستغنی کرتا ہے''۔ (فلاں شخص نے جو کفارہ ادا کر دیا اور میرا جرم لے لیا، اس لئے مجھے نیکیاں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو یہ کفارہ ہے۔ اب عیسائی جو مرضی کرتے رہیں۔ حضرت عیسیٰ اُن کی خاطر لعنتی موت مر گئے (نعوذ باللہ) تو کفّارہ ہو گیا۔ اس لئے کفّارے نے تو اعمالِ حسنہ سے ایک انسان کو فارغ کر دیا)۔ فرمایا: ''اور شفاعت اعمالِ حسنہ کی تحریک'' (کرتی ہے)۔ ''جو چیز اپنے اندر فلسفہ نہیں رکھتی ہے وہ ہیچ ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلامی اصول اور عقائد اور اُس کی ہر تعلیم اپنے اندر ایک فلسفہ رکھتی ہے اور علمی پیرایہ اس کے ساتھ موجود ہے جو دوسرے مذاہب کے عقائد میں نہیں ملتا''۔

فرمایا: ''شفاعت اعمالِ حسنہ کی محرّک کس طرح پر ہے؟'' (یہ سوال اُٹھتا ہے) ''اس سوال کا جواب بھی قرآنِ شریف ہی سے ملتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفّارہ کا رنگ اپنے اندر نہیں رکھتی'' (جو عیسائی مانتے ہیں)۔ ''کیونکہ اس پر حصر نہیں کیا جس سے کاہلی اور سستی پیدا ہوتی ہے''۔ (یہ جو کفارہ ہے اگر اس پر انحصار کریں تو کاہلی اور سستی پیدا ہوتی ہے) ''بلکہ فرمایا اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (البقرۃ: 187)۔ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے سوال کریں کہ وہ کہاں ہے؟ تُو کہہ دے کہ مَیں قریب ہوں۔ قریب والا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ دور والا کیا کرے گا؟ اگر آگ لگی ہوئی ہو تو دور والے کو جب تک خبر پہنچے اُس وقت تک تو شاید وہ جل کر خاک سیاہ بھی ہو چکے۔ اس لئے فرمایا کہ دو مَیں قریب ہوں۔ پس یہ آیت بھی قبولیتِ دعا کا ایک راز بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر ایک ایمانِ کامل پیدا ہو اور اُسے ہر وقت اپنے قریب یقین کیا جاوے''۔ اور ایمان ہو کہ وہ ہر پکار کو سنتا ہے۔ ''بہت سی دعاؤں کے ردّ ہونے کا یہ بھی سِرّ ہے کہ دعا کرنے والا اپنی ضعیف الایمانی سے دعا کو مسترد کرا لیتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ دعا کو قبول ہونے کے لائق بنایا جاوے۔ کیونکہ اگر وہ دعا خدا تعالیٰ کی شرائط کے نیچے نہیں ہے تو پھر اس کو خواہ سارے نبی بھی مل کر کریں تو قبول نہ ہوگی اور کوئی فائدہ اور نتیجہ اس پر مرتب نہیں ہو سکے گا''۔ (اس کو دعا قبول کروانے کے لئے اپنے آپ کو ان شرائط کے نیچے بھی لانا ہوگا اور شرائط وہی ہیں۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ میری پیروی کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ قرآنِ کریم پر عمل کرو)۔ فرمایا: ''اب یہ بات سوچنے کے قابل ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: صَلِّ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبۃ:104)۔ تیری صلوٰۃ سے اُن کو ٹھنڈ پڑ جاتی ہے''۔ (تیری دعا سے اُن کو ٹھنڈ پڑ جاتی ہے) ''اور جوش اور جذبات کی آگ سرد ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرۃ:189) کا بھی حکم فرمایا۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے دعا کرنے اور کرانے والے کے تعلقات پھر اُن تعلقات سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں، اُن کا بھی پتہ لگتا ہے''۔ (ایک تو آپس میں دعا کرنے اور کرانے والے کے تعلقات کا پتہ لگتا ہے۔ پھر اُن کے نتائج کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے انسان مانگے، مکمل پیروی کرے، مکمل ایمان دکھائے تو پھر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کا بھی وارث بنتا ہے۔ اس کے یہ نتائج پیدا ہوتے ہیں اور پھر وہ نتائج نظر آتے ہیں۔) ''کیونکہ صرف اسی بات پر منحصر نہیں کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور دعا ہی کافی ہے اور خود کچھ نہ کیا جاوے۔ اور نہ یہی فلاح کا باعث ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور دعا کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 701 تا 703 مطبوعہ ربوہ)

پس انسان کے اپنے عمل، اُس کا اللہ تعالیٰ کے حضور خالص ہو کر جھکنا، اُس کی عبادت کرنا، اُس سے اپنی حاجات مانگنا یہ چیزیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حقیقی فرد بناتی ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور چھوٹا سا اقتباس ہے۔ آپ نے فرمایا:

''دعا اُسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

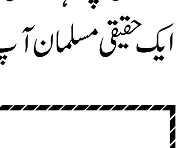

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

قائم کرتا ہے۔ پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اُس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی''۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 172 مطبوعہ ربوہ)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے جو کہ وہ نبی مانگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مَیں اپنی اس خاص دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے قیامت تک بچا کر رکھوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ اخْتِبَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْوَۃَ الشَّفَاعَۃِ لِأُمَّتِہٖ حدیث 487)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری تا قیامت آنے والی نسلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والا بنائے تا کہ شفاعت سے فیض پانے والے ہوں۔ اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے تعلق سے بعض دعائیں پیش کرتا ہوں جو آئینہ کمالاتِ اسلام میں درج ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

رَبِّ اجْزِ مِنَّا ھٰذَا الرَّسُوْلَ الْکَرِیْمَ خَیْرَ مَا تَجْزِی اَحَدًا مِنَ الْوَرٰی۔ وَتَوَفَّنَا فِی زُمْرَتِہٖ وَاحْشُرْنَا فِی اُمَّتِہٖ وَاسْقِنَا مِنْ عَیْنِہٖ وَاجْعَلْھَا لَنَا السُّقْیَا وَاجْعَلْہُ لَنَا الشَّفِیْعَ الْمُشَفَّعَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاُخْرٰی۔ رَبِّ فَتَقَبَّلْ مِنَّا ھٰذَا الدُّعَاءَ وَاٰوِنَا فِی ھٰذَا الذُّرٰی۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 365-366)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس معزز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرما جو مخلوق میں سے کسی کو دی جاسکتی ہے اور ہم کو اس کے گروہ میں سے ہوتے ہوئے وفات دے اور ہم کو اس کی امت میں سے ہوتے ہوئے قیامت کے دن اُٹھا اور ہم کو اس کے چشمے سے پلا۔ اور اس چشمے کو ہمارے لئے سیرابی کا ذریعہ بنادے اور اُسے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور جس کی شفاعت قبول کی جائے، بنادے۔ اے ہمارے رب! ہماری یہ دعا قبول فرما اور ہم کو اس پناہ گاہ میں جگہ دے۔

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی ذٰلِکَ الشَّفِیْعِ الْمُشَفَّعِ الْمُنَجِّی لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 5)

اے اللہ! پس تو فضل اور سلامتی نازل فرما اس شفاعت کرنے والے پر، جس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے اور جو نوعِ انسان کا نجات دہندہ ہے۔ اور نوعِ انسان کا نجات دہندہ اب صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

رَبِّ یَا رَبِّ اِسْمَعْ دُعَائِیْ فِی قَوْمِیْ وَ تَضَرُّعِیْ فِیْ اِخْوَتِیْ۔ اِنِّی اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ وَ شَفِیْعِ وَ مُشَفَّعٍ لِلْمُذْنِبِیْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر5صفحہ22)

اے میرے ربّ! تو میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری تضرعات کو سن۔ میں تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کی مقبول شفاعت کرنے والے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ آخری اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ:

''نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:6-7)''۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

پس اب ہمیشہ رہنے والا اور زندہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے اور پھر آپ کے فیض سے فیض پا کر اللہ تعالیٰ نے جس مسیح و مہدی کو بھیجا ہے اُس کے ساتھ جڑنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں اس تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مسیح و مہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں آنے والے اس نبی اللہ کی جماعت کے ساتھ تعلق کو مضبوطی سے ہمیشہ جوڑے رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ہمیشہ ہم منعم علیہ گروہ میں شامل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ ☆☆☆

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام دنوں میں عموماً اور رمضان المبارک کے بابرکت ایّام میں خصوصاً بے انتہا زکوٰۃ صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

احباب جماعت بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان مرد عورت کیلئے اُسکی ادائیگی شرعی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ قبل ازیں نظارت بیت المال آمد کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت اور اُسکی ادائیگی کے متعلق بذریعہ سرکلر اور اخبار بدر جملہ افراد جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ دونوں پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی دونوں کو جمع کیا ہے پس تم اُن کو الگ مت کرو'' (کنز العمال)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی شخص زیور کو استعمال کرنے سے اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے زیور کی زکوٰۃ بھی فرض ہے چنانچہ کل ہی ہمارے گھر میں زیور کی زکوٰۃ ڈیڑھ سو روپئے دیا ہے پس اگر زیور استعمال کرتا ہے تو اُسکی زکوٰۃ دے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ نمبر 523)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے خطبہ جمعہ میں افراد جماعت وخواتین کو اس اہم فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق توجہ دلائی ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اُسکی قیمت کے برابر طلائی زیورات ہوں یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مساوی رقم بنک میں یا کاروبار میں ہو اس سرمایا پر ایک سال گُزرنے پر اُسکا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے بعض صاحب نصاب مرد وخواتین ہر سال زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ لیکن بعض افراد وخواتین عدم واقفیت اور لاعلمی سے زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے ہیں اُنہیں اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

لہذا جملہ افراد جماعت صاحب نصاب مرد وخواتین اگر اپنے اپنے گھر کا جائزہ لیں تو بفضلہ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت وخواتین کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین (ناظر بیت المال آمد قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747

کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام کا منصب اور مقام

قسط: ۱۳ آخری

از۔محمد انعام غوری۔قادیان

مسیح اور مہدی کے منصب اور مقام کے متعلق حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات سے چند اقتباس

بانئ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیح موعود و مہدی معہود کے متعلق کیا وضاحت فرمائی ہے۔؟ آپ کی اپنی تحریرات اور ملفوظات اور مکتوبات اور اشتہارات میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ اگر کوئی حق کا متلاشی انصاف پسند تعصب سے پاک ہوکر ان کا مطالعہ کرے تو ہر طرح کی غلط فہمی دور ہو جائے گی اور مخالفین و معاندین کے خلاف واقعہ بلکہ مفتریانہ پروپیگنڈہ کی حقیقت بھی کھل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مخالفین اور معاندین حضور علیہ السلام کی کتب اور جماعت کے لٹریچر کے مطالعہ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور ہر قسم کے تبادلہ خیالات سے منع کرتے رہتے ہیں۔

بہر حال ذیل میں ایک سمندر سے چند کُوزے نکال کر قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں اس اُمید کے ساتھ کہ

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس ؐ کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں''۔
(تریاق القلوب صفحہ ۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۱)

(۲)''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا...... وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے، کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کی دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اُس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ زندہ خدا کی شناخت ہمیں اُسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں، اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اُس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّرہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔''
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸۔۱۱۹)

(۳) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے۔ اور جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اُٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اُس کو بخشی جاتی ہے...... یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اُس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت و عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اُس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اُس پر اُتارتا رہے اور اپنی برکات اُس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اُس کو بنا دیتا ہے۔ اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اُس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اُس پر آشکار کئے جارتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اُس پر فرماتا ہے اور اُس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دُعاؤں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اُوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہوکر اُنہیں اُمور کی نسبت اور اسی اتمامِ حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجز اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بن کر یکطرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کیلئے حاضر آوے۔ لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کردیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں''۔
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱۔۲۲۲۔ روحانی خزائن جلد ۵)

(۴)''میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہوکر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ ؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے...... یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت ﷺ کا کمال اور آپکی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے''
(اخبار الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

پس حقیقت یہی ہے کہ حضرت بانئ جماعت احمدیہ کا دعویٰ نہ تشریعی نبوت کا ہے اور نہ مستقل نبوت کا بلکہ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت سے آپ مقامِ نبوت پر فائز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۵)''مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار اُمتی کہہ کر بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اِن دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو لیکن ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی اُمت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ اُمتی ہے''۔
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۵، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۳۵۵)

(۶)''یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت ﷺ کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اُس خدا کو اس نبیؐ کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اُس نبیؐ کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اُس نبیؐ کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اُس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دُنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا؟ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبیؐ کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے''۔
(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۲)

(۷)''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اُس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ جن میں سے بطور نموہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں''۔(تمتہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

''یاد رکھنا چاہئے کہ مامور زمانہ جس نے خدا کے حکم سے مامور ہوکر دُنیا میں اعلان کیا ہے اُس کا محض تعصب اور بغض وعناد کی راہ سے انکار کر دینا اور خدا خوفی اور تقویٰ شعاری سے اُس کے دعویٰ کی تصدیق میں جستجو اور دُعا نہ کرنا خدا کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے''۔

(۸)''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کیلئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ...... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔ تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر تبصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اِسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطباتِ رحمانیہ اِس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی، ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار

کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے‘‘

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۰۳)

(۹) ’’بخدمت اُمراء و رئیسان و منعمان ذی مقدرت و والیان ارباب حکومت و منزلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اے بزرگان اِسلام!

خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بناوے۔ میں اِس وقت محض للہ اِس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اِس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علومِ لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں‘‘۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۴)

(۱۰) ’’اور مصنف کو اِس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اُس کے کمالات مسیح ابنِ مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے اور اُس کو خواص انبیاء و رسُل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسُل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اِس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اُس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے‘‘۔

(اشتہار منسلکہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۵۷ روحانی خزائن جلد نمبر ۵)

(۱۱) ’’مگر یہ برگزیدہ نبیؐ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اُس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اُس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔ اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اِس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔ جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ موسیٰؑ نے وہ متاع پائے جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰؑ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰؑ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔

اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے۔ اور جاہل ہے وہ جو اُس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا اور اُس نے مجھے چمکتے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴)

(۱۲) پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کروں یا اُس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے ......اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے نازل ہوتی ہے وہ اُسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اِس طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفہ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ خدا ضرور میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

(۱۳) ’’میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں اُن گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۸)

(۱۴) ’’اس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اِس قدر آنحضرت ﷺ اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی......اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے۔ اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کیلئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی اس دُنیا پر حجت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بج جائے۔

اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسولؐ کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۹۴۔۹۵)

(۱۵) ’’ان دونوں (یعنی مسیح اور مہدی کے۔ ناقل) منصبوں کا مدعی میں ہوں جو تم میں اِس وقت پچیس سال سے موجود ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار کرو گے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے۔ نہ وہ کہ جس کا ابھی دنیا میں نام و نشان نہیں۔

یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی جب کہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوشش بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ نہ جسمانی طور پر آسمان سے اُترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہوں بلکہ صلح کیلئے آیا ہوں۔ مگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دُنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اُترے گا۔ اِن دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اُترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہو گا۔ جو شخص آنا تھا وہ آ چکا ہے وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا‘‘۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۷۷)

(۱۶) حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اپنے اُردو منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

حرف آخر:

ہم نے اس مضمون میں نہایت اختصار کے ساتھ قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال بزرگانِ اُمت اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی والہام کے چند نمونوں نیز آخر پر حضور علیہ السلام کی اپنی تحریرات کے چند اقتباسات سے یہ ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ اس آخری زمانے میں اُمت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے مسیح اور مہدی کا منصب اور مقام نبوت کا مقام ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی مہر نبوت سے مستفاض ہے نہ کہ کوئی الگ سلسلہ نبوت ہے۔

کیونکہ دجال اور یاجوج ماجوج اور عصر حاضر کے فسادات کا علاج بجز نبوت کی طاقت رکھنے والے مصلح کے کسی اور سے ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند کے ایک بصیرت افروز اقتباس سے ہم نے دکھا دیا ہے نیز آخر پر ذیل میں ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا بھی ایک اقتباس پیش ہے جو اس ناقابل تردید حقیقت کا غماز ہے۔ فرماتے ہیں:۔

’’اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کیلئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اُس کی زبان گُدّی سے کھینچنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے اُن کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں‘‘۔

(ترجمان القرآن بابت دسمبر جنوری ۴۳۔۱۹۴۲۔ صفحہ ۴۰۶)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بصیرت عطا فرمائے تا کہ وہ اس حقیقت کو سمجھ کر امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے اور بیعت کر کے آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ اللھم آمین۔ وآخر دعوئنا ان الحمد لله رب العلمين۔ ☆☆

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

طالبان حق کیلئے

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا۔

برکات احمد سلیم۔ نمائندہ بدر بنگلور

قارئین اخبار بدر "طالبان حق کیلئے" کے عنوان سے ایک کالم شروع کر رہا ہے جس میں اسلام و احمدیت کے متعلق کئے جانے والے اعتراضات اوران کی حقیقت بیان کی جائے گی۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہوتو ہمیں لکھیں تا کہ اُس کا جواب قارئین بدر کے لئے دیا جاسکے۔ نیز اسلام و احمدیت کے متعلق اگر آپ کوئی معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی اس کالم کے تحت بھجوا سکتے ہیں۔

(مدیر)

گذشتہ چند ماہ سے بنگلور شہر کے کئی مقامات پر مولوی صاحبان تحفظ ختم نبوت کے نام پر اجلاس منعقد کر کے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ اور آپؑ کی جماعت پر الزام تراشیاں کرتے رہے۔ کانفرنس کے دوران علما جماعت احمدیہ کو قادیانی فرقہ کہہ کر مخاطب کرتے رہے۔ اشتہارات میں بھی ہمارا ذکر قادیان کے نام سے ہوتا رہا۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس کا جو نام ہو اُسکو اُسی نام سے پکارا جائے۔ وہ علما جو طبعاً شریف ہیں ہمیں جماعت احمدیہ کے نام سے ہی جانتے ہیں اور اسی نام سے ہمارا ذکر اپنی تقاریر میں کرتے ہیں۔ قادیانی یا قادیانیت کے الفاظ ایسے تمسخری رنگ میں استعمال کئے جاتے ہیں جیسے آنحضرت صلی ﷺ کو بعض یہودی لوگ "مذمم" کہا کرتے تھے اور جو بھی اسلام قبول کرتا اور مسلمان ہوجاتا تو اُسے صابی کہا جاتا "محمد" نام کی خوبصورتی سے اُنہیں نفرت تھی۔ آنحضرت ﷺ کا جمالی نام "احمد" ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اُمت مسلمہ جو اس وقت مختلف فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ کسی ایک فرقہ کو بھی یہ خوبصورت نام "احمدیہ" نصیب نہ ہوا۔ یہ بغض و کینہ نہیں تو اور کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو قادیانی جماعت کے نام سے پکارا جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مکہ شہر اور مدینہ کے بعد ہمیں قادیان سے بے انتہا محبت ہے کیونکہ یہ بستی پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ایک سچے عاشق اور غلام کی تخت گاہ ہے۔ اس کے باوجود ہم یہی کہیں گے کہ اسلامی اُصول کے مطابق کسی کو اُس کے اصل نام سے ہٹ کر دوسرے نام سے نہ پکارو کیونکہ یہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہے۔

جماعت احمدیہ کا مذہب سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہمارا اسلامی عقائد پر دل و جان سے اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ پر فرشتوں پر انبیاء پر الہامی کتابوں پر اور یوم آخرت پر جماعت احمدیہ کا کامل ایمان ہے۔ اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں یعنی کلمہ طیبہ کا اقرار۔ وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا، یہی اور صرف یہی جماعت احمدیہ کے ارکان میں داخل ہیں۔ ایک وہ وقت تھا جب علماء اپنے اجلاسوں میں اسٹیج پر کھڑے ہوکر بڑی بے باکی سے کہا کرتے تھے کہ احمدیوں کا کلمہ اور ہے قرآن اور ہے۔ ان کا قبلہ اور ہے۔ نماز اور ہے اور انکا حج اور ہے جو قادیان میں ہوتا ہے۔ آج بھی بعض شر پسند ہمارے خلاف ایسی جھوٹی باتیں کر کے سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان جھوٹے بیانات کے باوجود اکثر مسلمان بھائیوں کو معلوم ہے کہ ہمارا کلمہ قرآن، قبلہ، نماز، زکوٰۃ، حج وہی ہے جو چودہ سو سال پہلے حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام نے پیش کیا تھا۔ جب لوگ ہمیں قریب سے دیکھتے ہیں تو اُنہیں یہ پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو بہکانے کیلئے جھوٹ سے کام لیا گیا۔ بسا اوقات اس جھوٹ کے نتیجہ میں حق کے بعد احمدیت کے قریب آکر تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں اور بالآخر خدا کے فضل سے صداقت کو پالیتے ہیں۔ دوران تقاریر کانفرنس کے بعض حاضرین کو آپس میں یہ کہتے سنا کہ آنحضرت ﷺ کی شان اور فیضان نبوت کو بیان کرنے کی بجائے صرف قادیانیوں کے خلاف تقاریر کرنے سے کیا فائدہ؟ وہ لوگ اگر جھوٹے ہیں تو خدا نے اُن سے جو معاملہ کرنا ہے کریگا اس طرح مسلسل ان کے خلاف کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

ختم نبوت کانفرنس میں جن عناوین پر تقاریر ہوئیں وہ اس طرح ہیں مدعیان نبوت اور ان کا انجام، حقیقت قادیانیت، قادیانیت استعماری قوتوں کی پیداوار، قادیانیت قرآن وحدیث کی روشنی میں، عصرِ حاضر میں قادیانیت سے بچاؤ کی تدابیر، جمعیت العلماء اہل حدیث نے اس کانفرنس کے موقعہ پر ایک کتابچہ شائع کیا جس میں یہ لکھا گیا ہے "تحفظ ختم نبوت کا دعویٰ کرنے والے جو شانِ رسول کو تار تار کر کے وقت کے دھارے کے ساتھ بہہ گئے نہ ان کو حق ہے اور نہ موجود مقلد اہل حدیث جو وحدت ادیان کے قائل بنتے نظر آرہے ہیں کو ان کے خلاف کہنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ جو محقق انصاف پسند سلفی ہیں انہیں کا حق ہے کہ وہ اس کے خلاف اپنا علم حق بلند کرے تا کہ حق کا بول بالا ہو اور باطل کا منہ کالا ہو"

(کتابچہ بعنوان حقیقت قادیانیت)

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں یہ اہل حدیث علماء تمام علماء پر سبقت لے جانا چاہتے ہیں لہٰذا ان اہل حدیث علماء سے ہم مخاطب ہوتے ہیں کہ ہر سال ایک دو مہینے حضرت مرزا صاحب اور احمدیہ جماعت کو کسی نہ کسی بہانے آپ لوگ یاد کرتے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ کیا دُنیا خصوصاً آج کی نوجوان نسل محمد حسین بٹالوی صاحب کو اور ثناء اللہ امرتسری کو جانتی ہے۔ صرف حضرت مرزا صاحبؑ کے خلاف بیانات کے دوران ان کے نام ضمنی طور پر یاد آجاتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کو جاننے والے اور پیروی کرنے والے ساری دُنیا میں موجود ہیں مذکورہ کتابچہ میں جماعت احمدیہ کے جو عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ سراسر جھوٹ کا پلندہ۔ مثلاً (۱) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنحضرت ﷺ سے بھی افضل ہیں (۲) قادیانیوں کا ایک الگ قرآن ہے (۳) قادیان شہر مکہ اور مدینہ سے افضل ہے۔ (۴) حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

ایک احمدی بچہ کو بھی اگر یہ علماء پوچھیں گے کہ کیا یہ تمہارے عقائد ہیں تو فوراً جواب ملے گا کہ ہرگز نہیں۔ نہ آنحضرت ﷺ سے کوئی افضل ہے نہ ہمارا قرآن الگ ہے اور نہ قادیان مکہ و مدینہ سے افضل ہے اور نہ قادیان کا جلسہ حج کا قائمقام ہوسکتا۔ حج کا مقام تو صرف اور صرف مکہ ہے جہاں خانہ کعبہ ہے کم سے کم اتنا تو کریں کہ مستقبل میں جھوٹ کہنے سے پہلے ایک احمدی بچے سے ہی جواب حاصل کریں۔ علماء خواہ کسی فرقے سے بھی تعلق رکھتے ہوں خدا اور اُس کے رسول کے نام پر سچ بولنے کی قسم کھا کر اسٹیج پر آئیں تا خدا کی گرفت میں نہ آئیں۔ یہ ہمارا عاجزانہ اور برادرانہ مشورہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اعتراض کا جواب موجود ہے لیکن بات کو سمجھنے کیلئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔

"تحفظ ختم نبوت" کے جلسہ میں ایک مقرر نے کہا" حقیقت میں قادیانی فتنہ یہودیوں کی پیداوار ہے اور آج بھی مالی اور ہر اعتبار سے یہودی ان کی مدد کر رہے ہیں"

(روز نامہ سالار مورخہ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۱ء)

یہ کتنا خطرناک الزام ہے کیا اس طرح الزام تراشی کرنے والے صاحب اس کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟ ایک زمانہ تھا جب ہمیں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہا جاتا تھا یا انگریزوں کا ایجنٹ کہا جاتا تھا اب ہمیں یہودیوں کی پیداوار کہا جارہا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ مولوی کبھی ہمیں انگریزوں کے ایجنٹ کہتے ہیں تو کبھی یہودیوں کی پیداوار کہہ کر سامعین کی واہ واہ لوٹنا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں ایک اور مقرر نے کہا" اگر یہ لوگ خود کو مسلمان نا کہیں اور اپنا کام کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر یہ خود کو مسلمان نہ کہیں۔ محمد رسول اللہ کا نام بھی استعمال کریں اور پھر دین پر ضرب لگانے کی کوشش بھی کریں تو ہم خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ ورنہ کل قیامت کے دن تمہیں جواب دینا پڑے گا"

افسوس صد افسوس! یہ مولوی صاحبان کا بہت پرانا حربہ ہے جو ہمیں مسلمان کہنے سے روکتے ہیں۔ اُمت مسلمہ کو اس قسم کے شرانگیز بیانات سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ ان بیانات کے نتیجہ میں مسلمان ایک خدا۔ ایک کتاب۔ ایک رسول اور ایک کلمہ ہونے کے باوجود تہتر فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ کفر کے فتووں نے اُمت واحدہ کو شیعہ۔ سنی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ اہل حدیث وغیرہ فرقوں میں بانٹ کر اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ جو سچا ہے وہ قائم رہے گا اور جو جھوٹا ہے خود بخود مٹ جائے گا۔ فتووں کی ضرورت ہی کیا ہے جو کلمہ گو ہے وہ مسلمان ہے۔ مسلمان کی تعریف خدا اور اس کے رسول نے جو کی ہے اُس میں کمی یا زیادتی کرنا اسلام پر بہت بڑا ظلم ہے "قیامت کے دن ہمیں جواب دینا پڑے گا جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا سراسر غلط ہے قیامت کے روز ہرگز زید کو بکر کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور نہ بکر کو زید کے بارے میں۔ اُس روز ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر ہوگی۔ کسی کو کافر کہنا اور اُس کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا یہ اسلام کی خدمت نہیں بلکہ خدائی دعویٰ ہے۔ ہندوستان کے علماء بخوبی واقف ہیں کہ پاکستان کی حکومت نے جو وہاں کے مذہبی رہنماؤں کے زیر سایہ ہے ۱۹۷۴ میں وہاں کے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ اُس کے بعد سے آج تک پاکستان کی جو اندرونی حالت ہے وہ ساری دُنیا جانتی ہے۔ دہشت گردی اور دُنیوی آفت پاکستان کے کونے کونے میں چھا گئی ہے۔ کوئی مذہبی رہنما اور سیاسی رہنما وہاں پر محفوظ نہیں۔ ان آفات کے علاوہ آسمانی آفات زلزلے اور طوفان نے ملک کو سخت مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ شرم کی بات ہے کہ ایک اسلامی ملک میں مختلف فرقے اور بے شمار تنظیمیں جہاد کے نام پر مسلمانوں کو ہی موت کے گھاٹ اُتار رہے ہیں۔ مساجد میں عین نماز کے وقت ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو ہلاک کر رہا ہے۔ جنازہ کے دوران غم خوار لوگوں کو بھی نہیں بخشا جا رہا ہے بلکہ ان کو بھی بموں سے اُڑایا جارہا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مذہبی رہنماؤں کی شعلہ بیانیاں اور کفر سازی اس نقصان کی ذمہ دار ہے۔ اگر نہیں تو پھر وہاں کے حالات قابو میں کیوں نہیں آرہے ہیں۔ مذہبی رہنماؤں کی زبان جب قابو میں رہے گی اور کفر سازی کی دُکان بند ہوجائے گی تو خود بخود حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اگر اکثریت اقلیت کی حفاظت نہ کرے اور انسانیت کے اصل سبق کو بھول جائے اور جھوٹے بیانات سے لوگوں کو اکساتی رہے تو پھر خدا کا عذاب

نازل نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ کسی مصلح کی دعوت کو قبول کرنا یا نہ کرنا قرآن کریم کے حکموں کو ماننے یا نہ ماننے کا فائدے اور نقصان کے لحاظ سے ہر انسان ذاتی طور پر خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیکن خدا کا عذاب جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے اُس وقت آتا ہے جب خدا کے برگزیدہ بندوں کی مخالفت میں شرارت انتہا کو پہنچتی ہے۔ لہٰذا پاکستان کے ان دردناک حالات سے ہمارے وطن کے علماء سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

دُنیا میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب اُسی حد تک قائم ہے اور اُسی حد تک مقبول ہے جس حد تک اُس میں سچائی موجود ہے۔ کسی بُت کو گالی دو گے تو وہ تمہارے خدا کو گالی دے گا۔ اس میں یہ بھی ایک حکمت ہے کہ بجائے دوسروں کے بتوں کو گالی دینے کے خود عمل سے توحید پرست بن جاؤ۔ جماعت احمدیہ بڑی سختی سے ان اُصولوں پر چل کر کسی بھی مذہبی رہنما کو گالی نہیں دیتی۔ ہر مذہب اور ہر فرقے کے بزرگوں کا احترام کرتی ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے پاک نمونوں سے غیر مذاہب کے لوگوں کو روشناس کراتی ہے۔ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ مغربی ممالک میں خاص طور پر مقبول ہوتی جارہی ہے۔ اس جماعت کو نہ انگریز مدد کرتے ہیں نہ یہودی جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی طاقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے۔ جو حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد سے لیکر آج تک قائم و دائم ہے۔ دُنیا کے تقریباً ۲۰ کروڑ احمدی افراد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس جو اس وقت پانچویں خلیفہ ہیں کے ایک اشارہ پر اُٹھتے ہیں اور بیٹھتے ہیں۔ بیس کروڑ افراد کا ایک ہی بیت المال ہے جو خلافت کے زیر نگرانی اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ اس نظام کے سامنے انگریزوں اور یہودیوں کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ وہ کیا خاک ہماری مدد کریں گے جبکہ ہم اُن کے خدا مسیح کو وفات شدہ مانتے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کے نام پر جب بھی کانفرنس منعقد ہو تو سورہ احزاب کی آیت خاتم النبیین کا حوالہ ضرور دیتے ہیں اور ساتھ ہی لا نبی بعدی کی حدیث کا۔ اِس آیت اور حدیث پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اس آیت وحدیث پر ایمان اور یقین رکھنے کے باوجود پوری اُمت مسلمہ کا انتظار تھا اور اب بھی ہے کہ اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک مصلح ضرور آئے گا جس کو تمثیلی رنگ میں ابن مریم کہا گیا۔ جو لوگ عیسیٰؑ بن مریم کے جسمانی نزول کے قائل ہیں وہ ابھی انتظار میں بیٹھے ہیں اور جو عیسیٰ بن مریم کے روحانی نزول کے قائل تھے اُن کا انتظار ختم ہو چکا کیونکہ آنے والا ان کے نزدیک آ گیا اور وہ اُس کو پہچان گئے۔ کسی نے اُس کو آنحضرت ﷺ کی پیشن گوئیوں کے نتیجہ میں مانا۔ کسی نے قرآن کریم کی روشنی میں کسی نے اُس کو تائیدات ونصرت الٰہی سے پہچانا کسی نے طاعون کے نشان سے تو کسی نے چاند گرہن سورج گرہن کے نشان کو دیکھ کر مانا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے باوجود ساری اُمت ایک مسیح کی منتظر تھی۔ جب وہ آ گیا تو ایک نے پہچانا اور قبول کیا مگر دوسرے نے نہیں۔ انتظار کرنے والوں سے ہمیں کوئی بغض نہیں۔ آخر کار معاملہ صرف انتظار کا ہے۔ کسی کا ختم اور کسی کا ہنوز جاری ہے۔ اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے اگر وہ مسیح آئے گا تو اس کو بھی ہم مان لیں گے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے صاف الفاظ میں مولویان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''مسیح کو اُتارو اور جھگڑا ختم کرو۔ میں اور میری ساری جماعت پہلے ہی مسیح کو مانے ہوئے ہے ایک اور مسیح کو ماننے میں کیا حرج ہے۔'' (خطاب ۱۹۹۴)

یہ بات بھی بالکل واضح ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کے بعد جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے کہ اگر کوئی خدا کی طرف سے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے آئے گا تو اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ خاتم النبیین کی شان اس میں ہے۔ لیکن اس کے برعکس مولوی صاحبان ایک اسرائیلی پرانے نبی اور غیر اُمتی نبی کو زندہ تصور کر کے اُن کی دنیا میں پھر سے آنے کی توقع رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ دُنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کی حیثیت نبی کی نہ ہوگی بلکہ صرف ایک اُمتی کی ہوگی۔ اگر یہی بات ہے تو پھر وہ اُمت محمدیہؐ کے اندر سے کیوں نہیں آسکتا۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خاتم النبیین اُس وقت مزید دوبالا ہو جائے گی جب اس اِمت کی اصلاح کیلئے خدا کی طرف سے کوئی اُمتی آنحضرت ﷺ کی غلامی اور پیروی میں آئے غیر اُمتی کے آنے کی صورت میں خاتمیت محمدیؐ میں بھی لازماً فرق آئے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے اپنی تصانیف میں قرآن کریم کی تیس آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ وفات پا چکے ہیں لہٰذا وفات شدہ انسان یا نبی کبھی دنیا میں واپس نہیں آتا۔ اب بعض دانشوروں کی بات سمجھ آ رہی ہے کہ کوئی بشر آسمان پر جسم سمیت جا نہیں سکتا۔ جب جا نہیں سکتا تو آ کیسے سکتا ہے، مولانا وحید الدین خان صاحب جو اسلامی مرکز دہلی کے صدر ہیں اپنی کتاب (قیامت کا الارم صفحہ ۱۳۷) میں لکھتے ہیں۔

''عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں جسمانی طور پر آسمان سے اُتر کر زمین پر آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے ۔ یہ تصور اگرچہ لوگوں میں پھیلا ہوا ہے مگر وہ اپنی موجودہ صورت میں نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ احادیث سے۔ حدیث کی مختلف کتابوں میں تقریباً دو درجن معتبر روایتیں ہیں جن میں مسیح کے ظہور کا بیان پایا جاتا ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی روایت میں سراحتاً یہ الفاظ موجود نہیں کہ مسیح جسمانی طور پر آسمان سے اُتر کر زمین پر آئیں گے''۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک سو بیس سال پہلے اپنی تصانیف میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی وفات کی خبر دی۔ آپؑ نے اپنے ایک منظوم کلام میں فرمایا۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اُس کو فرقاں سر بسر
اُس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

ختم نبوت کانفرنس میں ایک حدیث لا نبی بعدی پیش کر کے لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرمایا قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ (دُر منثور) یعنی (رسول کریم) کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں تک آپؐ کے آخری ہونے کا تعلق ہے وہ شریعت کے لحاظ سے ہے یعنی اگر کوئی نبی ہوگا تو وہ غیر تشریعی نبی ہوگا۔ نبی کے لفظ سے اگر کوئی چونک جائے اور اگر کوئی سمجھے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہوگا تو یہ سخت نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ خود ایسے آزاد نبی کی شاہ رگ کاٹ دے گا کیونکہ وہ دعویدار جھوٹا ہوگا جو آنحضرت ﷺ سے افضل یا برابری کا دعویٰ کرے گا۔

ختم نبوت کانفرنس میں پیش کے گئے اشتہار میں یہ بھی ایک اعتراض اُٹھایا گیا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی ہتک کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا اور مریم کو فاحشہ وزانیہ کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو کسی کا مثیل ہونے کا دعوے کرے وہ اُس کے اصل کی تنقید کرے۔ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو ظاہر کرنے کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ نے بائیبل اور پرانی کتب سے حوالے اپنی تصانیف میں تحریر فرمائے ہیں اُس زمانے کے جھوٹے مخالفین اصل عبادت کو مکمل طور پر پیش کرنے کی بجائے عبادت کو محدود رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اُن کی ہتک کی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی کسی تصنیف میں کوئی بات قابل اعتراض نظر آئے تو اُس عبارت کو پوری طرح پڑھیں تب معلوم ہوگا کہ اُس اعتراض کا جواب یا تو اُسی صفحہ میں موجود ہے یا پھر اگلے یا پچھلے صفحہ میں ضرور موجود ہوگا۔ لیکن عبارت کو رد و بدل کر کے یا کانٹ چھانٹ کر پیش کرنا سراسر دھوکہ بازی ہے۔ کتابوں میں تحریف کرنا یہودیوں کا کھیل تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ سزا کے مرتکب ہوئے۔

ہمارے خلاف چند سال پہلے ۲۰۰۸ میں بنگلور سے ایک کتاب'' قادیانیت ایک جھوٹ۔ ایک فریب'' کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ جس کا جواب مکمل طور پر کتاب کی شکل میں موجود ہے۔ اس کتاب کا نام'' احمدیت ایک آسمانی صداقت'' ہے۔ خصوصاً علماء سے درخواست ہے کہ اِس کتاب کو خالی الذہن ہو کر منصفانہ مزاج کے ساتھ پڑھیں۔ ساتھ ساتھ دُعا اور استخارہ بھی کریں تا جلد خدا کی رہنمائی حاصل ہو۔ کسی اقلیت کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑنے سے نہ قوم کی اصلاح ہوتی ہے نہ خدمت دین۔'' اُمت مسلمہ پر ترس کھائیں۔ قوم کی صحیح تربیت کر کے روحانی انقلاب پیدا کریں۔ ہماری ہر آن یہی دُعا ہے کہ کسی طرح بھی ہو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت پر دشمنی کی نظر نہ پڑے۔ آج کل کے حالات میں اندرونی اتحاد کی بہت ضرورت ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود اندرونی اور بیرونی حملوں کے چودہ سو سال سے اسلام اور کتاب اللہ اپنی اصل شکل میں موجود ہے لیکن آج مسلمانوں کی عملی حالت اور معاشرہ ایک انقلاب اور تبدیلی چاہتا ہے۔ روزنامہ سالار مورخہ ۲ مارچ ۲۰۱۱ء میں'' آپ کے مراسلے'' کے کالم میں مسلم معاشرہ کی جو تصویر کھینچی گئی وہ اس طرح ہے۔

'' وہ کونسی بُرائی ہے جو ہم میں نہیں۔ آپسی نا اتفاقی، مسلکی اختلافات، دین سے دوری، مغربی تہذیب کی طرف رجحان۔ سودی کاروبار۔ شراب نوشی۔ عورتوں کے ساتھ برا سلوک۔ جہیز ہراسانی۔ وقت کی ناقدری۔ نوجوانوں کی بے راہ روی۔ دھوکہ دہی۔ تعلیم سے دوری۔ ہمارا گرتا ہوا اخلاقی معیار۔ غیر اسلامی رسمیں۔ غرض ہر برائی مسلم معاشرے میں داخل ہوگئی اور مسلمانوں کی پہچان بن گئی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی والا معاملہ ہے۔''

مولانا حالی۔ علامہ اقبال اور دوسرے دانشوروں نے اُمت کی حالت پر بہت آنسو بہائے ہیں۔ کیا قوم کے ان دانشوروں اور علماء کو مسلم معاشرہ کی مذکورہ بالا خرابیوں سے انکار ہے۔ اگر نہیں تو بتائیں کیا کوششیں کی جارہی ہیں۔

اگر کوششیں کی جارہی ہیں تو نتیجہ خیز کیوں نہیں۔ آیئے اب ہم اس کا حل پیش کرتے ہیں۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ اللہ تعالیٰ ۱۹۹۴ء میں ایک اختتامی خطاب میں تمام دُنیا کے مولویان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

'' اُمت محمدیہ کے مسائل کا اصل حل تو مسیح کے نازل ہونے میں ہے۔ اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

میرے بڑے بھائی۔ میاں منیر احمد بانی صاحب

شریف احمد بانی۔ کراچی، پاکستان

میرے بھائی میاں منیر احمد صاحب بانی 2/اپریل 1932ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے اور مختصر سی علالت کے بعد 14/جون 2010ء کو وفات پا گئے۔ اس طرح آپ نے 78 سال عمر پائی۔ آپ کے بیٹے عزیزم تنویر احمد بانی اور بھتیجے عزیزم طاہر احمد بانی آپ کا جنازہ بذریعہ ہوائی جہاز دہلی اور پھر بذریعہ ایمبولینس قادیان لے گئے۔ 15 جون کے بعد نماز مغرب بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ مولانا محمد انعام غوری صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ہمارا آبائی وطن چنیوٹ ہے۔ لیکن ہمارے والد میاں محمد صدیق صاحب بانی کاروبار کے سلسلہ میں زیادہ تر کلکتہ میں ہی قیام فرماتے تھے۔ بچوں کی تربیت کے خیال سے ہمارے والدین نے چنیوٹ سے نقل مکانی کا فیصلہ کیا اور 1940ء میں مستقل ہجرت کر کے قادیان دارالامان آ گئے اور محلّہ دارالبرکات میں اپنا مکان بھی خرید لیا اور ہم تینوں بھائیوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کروا دیا، قادیان کا ماحول دینی اور دنیاوی ہر لحاظ سے جنت کا نمونہ تھا ہمارے اساتذہ نہایت شفیق اور مہربان تھے اور بچوں کی تعلیم اور تربیت کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے اور سکول کے اوقات کے بعد بھی بچوں کی نگرانی کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ برادرم منیر احمد صاحب نہایت ذہین اور ہوشیار طالب علم تھے۔ ہمیشہ اپنی کلاس میں فرسٹ آیا کرتے تھے۔ متحدہ پنجاب یونیورسٹی کا آخری امتحان (میٹرک) جو ملکی تقسیم سے پہلے ہوا۔ آپ اس کلاس کا حصہ تھے۔ آپ نے یونیورسٹی بھر میں نمایاں پوزیشن حاصل کی اور وظیفہ کے حق دار ٹھہرے۔

قادیان کا ماحول نہایت پاکیزہ اور خالص دینی تھا۔ بچوں کی تربیت کے لئے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بہت فعال تھی۔ ہر ماہ محلّہ کی بیوت الذکر میں تلاوت، نظم اور تقریر کے مقابلے اطفال کے زیر انتظام منعقد ہوا کرتے تھے اور اول، دوم آنے والے بچوں کو حوصلہ افزائی کے لئے انعامات بھی دیئے جاتے تھے۔ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان کے سب محلّہ کا آپس میں مقابلہ ہوا کرتا تھا اور ایسے اجتماع قادیان کی مرکزی بیت اقصیٰ میں منعقد ہوا کرتے تھے۔ برادرم منیر احمد صاحب ایسے مقابلوں میں ہمیشہ بھرپور حصہ لیتے تھے اور ہمیشہ ہر مقابلہ میں اول آیا کرتے تھے۔ اسی قسم کے ایک مقابلہ کا احوال برادرم نے اپنے مضمون میں تحریر کیا۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ کی کافی تعداد ہر محلّہ میں تھی۔ جو بے شمار برکات کے حامل تھے۔ بچپن کی وجہ سے ہم ان کی صحبت سے تو کما حقہ، مستفید نہ ہو سکے۔ لیکن کم از کم انہیں دیکھنے کا فخر حاصل ہوا اور اب ان کی یاد بہت ستاتی ہے۔ ہمارے محلّہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی والد ماجد مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور و حافظ قدرت اللہ صاحب قیام فرما تھے۔ ایک دن محلّہ کی مسجد میں تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا۔ ہم تینوں بھائی اول، دوم، سوم، قرار پائے۔ مولوی صاحب نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا اور جلسہ کے اختتام پر ہمارے والد صاحب سے فرمایا۔ کہ میں بچوں کو انعام دینا چاہتا ہوں۔ میں نے کسی زمانہ میں خوشخطی کا فن سیکھا تھا۔ آپ کے بچے روزانہ فجر کے وقت تختیاں اور قلم، دوات لے کر میرے گھر آ جایا کریں۔ میں انہیں خوشخطی سکھلاؤں گا۔ اس طرح پر بہت ہی مفید کلاس جاری ہوئی اور بعد ازاں محلّہ کے اور بھی بہت سے بچوں نے استفادہ کیا اس کلاس کے نتیجے میں برادرم منیر احمد صاحب انتہائی خوشخط لکھتے تھے اور آپ کی تحریر ایسی تھی۔ گویا موتی پروئے ہوئے ہیں۔

آپ کو قادیان اور خلفائے کرام سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ آپ نے بچپن اور جوانی کا زمانہ قادیان میں گزارا اور بعد میں بھی جب تک صحت نے اجازت دی۔ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان کی زیارت کرتے تھے۔ آپ کو جلسہ سالانہ قادیان کے اجلاس کی صدارت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا:۔

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مصلح موعود کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے۔ لیکن یہ خاکسار جب حضور پر عاشق ہوا۔ تو میری عمر صرف پانچ سال کی تھی۔ اخبار الفضل اور دوسرے دینی رسائل ہماری دوکان پر آتے تھے۔ حضرت والد صاحب مرحوم میاں محمد صدیق صاحب بانی شام کو گھر آتے۔ تو ان اخبارات و رسائل سے حضور کا کلام معرفت اور احباب جماعت کو نصائح آسان زبان میں بچوں کے ذہن نشین کراتے۔ جناب والد صاحب کی حضور سے باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ اکثر و بیشتر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا لکھا ہوا جواب موصول ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار حضور اپنے ہاتھ سے بھی خط رقم فرماتے انسان کی فطرت میں یہ بات خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہے۔ کہ جب کسی اَن دیکھی شخصیت کا ذکر بار بار کیا جائے۔ تو اس شخصیت کی خوبیوں کی مناسبت سے ایک خیالی تصویر انسان کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ حضور کی روزانہ تعریف و توصیف سن کر میں گویا غائبانہ عاشق ہو گیا اور میرے دل و دماغ پر ایک انتہائی حسین و جمیل شخصیت کے نقوش ابھر آئے۔

1939ء کا جلسہ سالانہ خلافت کی سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ ہم بچے بھی اس موقعہ پر قادیان جانے کے لئے بضد ہوئے۔ اس زمانہ میں مجھے جلسہ کی برکات اور فوائد کا تو علم نہ تھا۔ قادیان جانے کا مقصد صرف حضور کا دیدار کرنا تھا۔ جلسہ کے پہلے روز سردی بڑی شدت کی تھی۔ اس لئے کسی قدر تاخیر سے ہم جلسہ گاہ پہنچے۔ سٹیج سے بہت دور جگہ ملی۔ حضور اختتامی تقریر کے لئے سٹیج پر رونق افروز تھے اور کوئی دوست درثمین سے یہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے۔

لختِ جگر ہے میرا۔ محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت۔ کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے۔ پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک۔ سبحان من یرانی

بچپن اور دوری کے باعث میں حضور کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ اشتیاق اور بڑھ گیا بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی۔ غالباً مدرسہ احمدیہ کے چوک میں بنگال کی جماعتیں ایک لمبی قطار میں ایستادہ تھیں۔ حضور نے باری باری سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ جب ہماری باری آئی۔ تو والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور کا جو تصور قائم کر رکھا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل۔ مصافحہ سے ایک بجلی کی رو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رو پر بہت حیران رہا۔ لیکن کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ بعد ازاں بہت سے بزرگان سے ایسے واقعات سنے اور کتابوں میں پڑھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور روحانیت سے معمور شخصیتوں کا لمس ہونے پر بعض دفعہ بجلی کی سی رو بدن سے گزرتی ہے۔ جس کی لذت صرف محسوس کی جا سکتی ہے۔ تحریر و تقریر اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ 1941ء میں ہمارا خاندان قادیان آ بسا۔ حضور کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات کے دل پر گہرے نقوش ثبت ہیں۔

قادیان میں حضرت اُم طاہر صاحبہ کا وجود سراپا شفقت و محبت تھا۔ ان سے ملنے والی ہر خاتون یہی سمجھتی تھی۔ کہ آپ سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتی ہیں۔ ہماری والدہ کو انہوں نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا اور اسی وجہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور آپ کی ہمشیرگان ہماری والدہ کو آپا زبیدہ کہہ کر بلاتے تھے والدہ صاحبہ کے ہمراہ ہم بچے بھی ہفتہ میں دو تین بار حضرت مرحومہ کے گھر جایا کرتے تھے۔ اکثر حضرت مصلح موعود بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ گھریلو ماحول میں حضور کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ عام طور خدا رسیدہ بزرگان کے بارہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت خشک اور خاموش ہوتے ہوں گے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ سے زیادہ زندہ دل شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ آپ اکثر اپنی بات کی وضاحت کے لئے دلچسپ لطائف بیان فرمایا کرتے تھے۔ جو کہ میں گھر آ کر اپنی نوٹ بک میں درج کر لیتا ایک دن ہم نے حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ سے درخواست کی کہ حضور کا کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور قصر خلافت میں تشریف رکھتے ہیں۔ خود جا کر مانگ لو۔ چنانچہ ہم تینوں بھائی چلے گئے۔ حضور اپنے کمرہ میں فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ ہمارے السلام علیکم عرض کرنے پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور اتنے تپاک اور شفقت سے حال دریافت فرمایا۔ گویا حضور ہمارا ہی انتظار فرما رہے تھے۔ پوچھا۔ بچو۔ کیسے آنا ہوا۔ ہم نے مدعا عرض کیا۔ کہ حضور کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ حضور نے ریفریجریٹر سے تین سیب نکال کر ہمیں دیئے اور خود پھر کتاب پڑھنے میں منہمک ہو گئے۔ ہم نے وہ سیب وہیں کھا لئے اور پھر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد حضور کی توجہ ہماری طرف ہوئی تو فرمایا۔ بچو اب کیوں بیٹھے ہو۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ حضور ہم نے تبرک کے لئے درخواست کی تھی۔ حضور مسکرائے اور فرمایا۔ کہ جو سیب کھائے ہیں۔ وہ کیا تھا۔ بچپن کی سادگی تھی۔ ہم نے عرض کیا۔ حضور وہ تو ہم نے کھا لئے۔ کوئی ایسی چیز دیں۔ جو ہمارے پاس محفوظ رہے۔ اس پر حضور نے تین خوبصورت رومال ہم تینوں بھائیوں کو عنایت فرمائے۔ 1946ء میں کلکتہ کے فسادات میں ہمارا مکان جل گیا تو ان تبرکات سے بھی ہم محروم ہو گئے لیکن اپنے محبوب کے مقدس ہاتھوں سے جو سیب کھائے تھے۔ ان کی لذت اور شیرینی تادم واپسیں نہ بھولے گی۔

برادرم منیر احمد صاحب تحریک جدید دفتر اول کے مجاہدین میں سے تھے۔ اس کا احوال انہوں نے اس طرح بیان کیا۔ ایک دن والدہ صاحبہ کے ہمراہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور نے والدہ سے تحریک جدید میں شمولیت کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ والدہ صاحبہ نے عرض کیا۔ کہ میں اور سیٹھ صاحب 1934ء سے ہی بفضل اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ آپ دونوں کے متعلق تو مجھے علم ہے۔ میں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے اپنے تین لڑکوں اور دو لڑکیوں کی طرف سے دس روپے سالانہ کے حساب سے دس سال کے لئے مبلغ پانچ صد روپے وہیں ادا کر دیئے۔ حضور نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ دفتر تحریک جدید قصر خلافت کے قریب ہی تھا۔ رقم آپ نے وہاں بھجوا دی اور دو تین روز بعد حضور کے دستخطوں سے مزین دس سالہ سرٹیفیکیٹ ہم پانچوں بہن بھائیوں کو خود عنایت فرمائے۔ حضور کی اس مہربانی سے ہم پانچویں بہن بھائی اب دفتر اول کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

خاکسار نے 1948ء میں لاہور میں تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا۔ ان دنوں حضرت مصلح موعود کا قیام رتن باغ لاہور میں تھا۔ 1947ء کی ہجرت کی وجہ سے انتہائی بے سروسامانی کا عالم تھا۔ حضور کے تفکرات کئی چند ہو چکے تھے۔ ایسے حالات میں بھی طلبہ پر حضور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ کالج میں جب بھی کوئی تقریب منعقدہ ہوتی تو حضور اکثر تشریف لا کر خطاب فرماتے۔ 18 ستمبر 1948ء کو طلبہ کا ایک وفد پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد کی

قیادت میں حضور کی خدمت میں رتن باغ حاضر ہوا۔ حضور قالین پر تشریف فرما تھے۔ ہم بھی حضور کے قدموں میں جا کر بیٹھ گئے۔ طلبہ نے اپنی اپنی نوٹ بکیں پیش کیں۔ حضور نے ان پر نصائح لکھ کر دیں۔ میری نوٹ بک پر حضور نے تحریر فرمایا۔ ’’تقویٰ‘‘ تقویٰ اور پھر محنت، عزم اور ایثار۔ میرزا محمود احمد

حضور نے 1944ء میں قادیان کی مسجد اقصیٰ میں جب اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ تو ہم تینوں بھائیوں کو یہ اعزاز حاصل ہے۔ کہ اس تاریخی خطاب کے وقت ہم مسجد اقصیٰ میں موجود تھے اور ہم نے اپنے کانوں سے یہ تاریخی خطاب سنا۔ حضور نے مختلف شہروں میں منعقدہ جلسوں میں خود تشریف لے جا کر مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ ایسا ہی ایک جلسہ دہلی میں بھی ہوا۔ جس میں شرکت کے لئے جناب والد صاحب کلکتہ سے حاضر ہوئے اور برادرم منیر احمد صاحب اور نصیر احمد صاحب قادیان سے دہلی جا کر شامل ہوئے۔

جناب والد صاحب ہر سال ایک دو ماہ کے لئے کلکتہ سے قادیان آیا کرتے تھے اور قادیان کے روحانی ماحول اور برکات پر فدا تھے۔ آپ کہا کرتے تھے۔ کہ مغل بادشاہ شاہجہاں کا یہ قول لال قلعہ دہلی کے دیوان خاص میں کندہ ہے۔ ؎

اگر فردوس بروئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

لیکن روحانی اعتبار سے مذکورہ شعر کی مصداق اس وقت قادیان کی مقدس سرزمین ہے۔ جو روحانیت کا سمندر ہے، جس میں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق غوطہ زن ہوتا ہے اور استفادہ کرتا ہے۔ میں دو ماہ کے لئے کلکتہ سے قادیان آتا ہوں۔ تو دل پر لگے ہوئے ہزار ہازنگ چھوٹ جاتے ہیں اور قادیان کی محبت ایک مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔ بقول شاعر

نہ ہم کشمیر میں جائیں نہ دل شملہ میں بہلائیں
موافق آ گئی آب و ہوائے قادیان اچھی

جناب والد صاحب مسجد مبارک میں روزانہ مجلس علم و عرفان میں بچوں کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ نہیں پایا۔ لیکن یہ امر میرے اختیار میں نہیں تھا۔ میری انتہائی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے۔ کہ چنیوٹ جیسی سنگلاخ زمین میں پیدا ہونے کے باوجود مجھے مامور زمانہ پر ایمان لانے کی توفیق ملی اور میں مصلح موعودؓ کی روحانیت سے مستفیض ہوا۔ جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کا ہی نظیر ہے۔ آپ اکثر بڑی رقت کے ساتھ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:۔

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

برادرم منیر احمد صاحب کا بچپن قادیان میں گزرا۔ آپ نے قادیان کی برکات کو خوب سمیٹا اور آخری عمر تک ان کو یاد رکھا خود فائدہ اٹھایا اور آگے اپنے بچوں تک نیکی کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اپنے بزرگ اساتذہ کا انتہائی احترام کرتے تھے اور آخری عمر تک قادیان کی حسین یادیں ان کا سرمایہ تھیں۔ ان کا ایک مضمون الفضل لندن میں چھپا تھا۔

’’زخم تازہ کر گئی بادصبائے قادیان‘‘

آپ نے لکھا:۔ ان دنوں (1941ء) قادیان میں الگ مکان مل جانا ایک مسئلہ تھا۔ بمشکل تمام محلّہ دارالرحمت میں ایک مشترکہ مکان کرائے کا ملا۔ جس میں مولوی عبدالحئی صاحب (مربی انڈونیشیا) بمعہ اپنی والدہ اور بھائی بہنوں کے مقیم تھے۔ مولوی صاحب انتہائی محبت اور شفقت سے مسجد الرحمت کی بیت میں ہم تینوں بھائیوں کو نماز باجماعت کے لئے لے جاتے۔ ایک روز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ سے واپس گھر آ کر اپنے چھوٹے بھائی اور خاکسار سے کہا۔ کہ آج حضرت صاحب کے خطبہ کا خلاصہ سنائیں۔ ان کے بھائی نے تو کسی قدر خلاصہ بیان کر دیا۔ لیکن میں اس غیر متوقع سوال کے لئے تیار نہیں تھا۔ مگر اس کا یہ عظیم فائدہ ہوا۔ کہ اس کے بعد میں نے حضور کے تمام خطبات نہایت توجہ اور انہماک سے سنے اب بھی جب تاریخ احمدیت کا مطالعہ کرتے ہوئے وہ خطبات پڑھتا ہوں۔ جو اپنے کانوں سے سنے تھے۔ تو ایک عجیب رقت طاری ہو جاتی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کا نورانی چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت حسین پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چوتھی جماعت میں داخلہ لیا۔ حضرت ماسٹر حسن محمد صاحب، حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب اور ماسٹر نذر احمد رحمانی صاحب ابتدائی کلاسوں میں ہمارے اساتذہ تھے۔ سراپا محبت و شفقت، بڑی کلاسوں میں سبھی اساتذہ کرام اپنے بچوں کی طرح محبت اور محنت سے اپنے شاگردوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے اور تعلیم سے زیادہ تربیت کا خیال رکھتے۔ جب سکول کی تعلیم مکمل کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا اور باہر کی دنیا کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ تو اب یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ ایسا سکول اور ایسے مہربان اور قابل اساتذہ خداتعالیٰ کے عظیم انعامات تھے۔ حضرت مولوی تاج دین صاحب، ماسٹر محمد ابراہیم صاحب (مربی ہنگری) صوفی محمد ابراہیم صاحب، صوفی غلام محمد صاحب، چوہدری عبدالرحمٰن صاحب، میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے (مربی امریکہ) یہ ان ناموں میں سے چند ہیں۔ جن کی محبت بھری یاد خاکسار کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ سکول میں چھٹی کے بعد یہ اساتذہ اپنے گھروں پر بچوں کو پڑھاتے۔ کسی قسم کی فیس یا ٹیوشن کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ ہمارے یہ روحانی والدین اپنا فرض منصبی سمجھ کر بچوں کو پڑھاتے اور یہ بات ان کا جزو ایمان تھا۔ کہ ہمارے ان عزیزوں نے احمدیت کا سپاہی بننا ہے۔ ماسٹر نذیر احمد رحمانی صاحب نے چھٹی کلاس میں خاکسار کو تحریک کی۔ کہ ابھی سے روزانہ ڈائری لکھنے کی عادت ڈالو۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق اپنی ڈائری ان کی خدمت میں لے گیا۔ اس پر مجھے بہترین ماٹو لکھ کر دیا۔ ’’آج کا منیر کل کے منیر سے بہتر ہو۔‘‘

میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے طلبہ کو تلقین فرماتے۔ کہ کورس کی کتابوں کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالو اور روزانہ ایک اردو اور ایک انگریزی اخبار پڑھا کرو حضرت مولوی تاج دین صاحب کے کلاس میں بیان کردہ معرفت کے نکات اب تک ازبر ہیں۔ جب صبح سکول شروع ہونے سے پہلے اسمبلی میں تلاوت ہوتی۔ تو تلاوت قرآن پاک کے بعد حضرت مولوی صاحب مرحوم بالجہر کوئی نہ کوئی دعا طلباء کے ساتھ دہراتے، اس زمانہ کی یاد کروائی ہوئی ادعیۃ الرسولؐ اور ادعیۃ القرآن اب بھی یاد ہیں۔

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے جن دوستوں کو انہیں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے گویا ایک ولی اللہ کا دیدار کر لیا۔ بہت ہی عابد، زاہد اور دعا گو شخصیت تھی۔ ان کے چہرہ پر ہمیشہ ایک خداداد مسکراہٹ رہتی۔ سکول شروع ہونے سے قبل اسمبلی سے ضرور خطاب فرماتے۔ خطاب پند و نصائح کا ایک سمندر ہوتا اور بیان کرنے کا انداز انتہائی دلنشیں، گرمی کی چھٹیوں میں آپ اعلان فرماتے۔ کہ ان چھٹیوں میں جو طالب علم قادیان سے باہر نہیں جاتے۔ وہ روزانہ انگریزی میں ایک مضمون لکھیں۔ میں دس سے گیارہ بجے تک سکول اپنے دفتر میں آ کر بیٹھوں گا۔ بچے مجھ سے اصلاح لے لیں۔ حضرت شاہ صاحب نے سکول میں بہت سی اصلاحات جاری فرمائیں۔ مجھے خوب یاد ہے، ہماری جماعت میں ہر طالب علم کے ذمہ ایک رکوع تھا اس طرح ساری کلاس نے مل کر پورا پارہ یاد کر لیا اور سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔

قادیان کے پاکیزہ اور حسین ماحول کے بارہ میں آپ لکھتے ہیں۔ حقیقی اسلامی معاشرہ تھا۔ محلّہ میں کسی کے ہاں شادی ہوئی۔ تو امیر غریب کا کوئی سوال نہ تھا۔ سب آپس میں بھائی بھائی تھے۔ وہ شادی کی تقریب ایک گھرانہ کی تقریب کی بجائے پورے محلّہ کی ذمہ داری سمجھی جاتی تھی۔ ہم نے 1943ء میں محلّہ دارالبرکات میں اپنا گھر خریدا۔ گھر میں ہم بچے تھے۔ والد صاحب کلکتہ میں کاروبار کرتے تھے۔ گھر کا سودا سلف لا کر دینے والا کوئی نہ تھا۔ ایک دن محلّہ کے ایک بزرگ تشریف لائے اور بغیر کسی تحریک کے ازخود یہ پیشکش کی کہ آپ کے ہاں بڑا کوئی نہیں ہے۔ میں صبح سویرے اپنے گھر کا سودا سلف لانے جاتا ہی ہوں آپ کی نوازش ہوگی اگر آپ مجھے خدمت کا یہ موقعہ دیں۔ کہ میں آپ کا بھی سامان لے کر آیا کروں۔ ہمارا گزشتہ ماحول چنیوٹ اور کلکتہ کا ’’تاجرانہ ماحول‘‘ تھا۔ جس میں ہر بات اور عمل کا وزن پیسہ سے تولا جاتا ہے اس لئے ایسی منکسرانہ اور پُر خلوص پیشکش کی ہمیں سمجھ ہی نہ آئی۔ کیونکہ ہمارا یقین تھا۔ کہ اس دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس فرشتہ صورت و سیرت بزرگ نے بہت اصرار کیا۔ (افسوس کہ مجھے اب ان کا نام یاد نہیں) اور گرمی، سردی، برسات میں وقت کی پابندی کے مطابق روزانہ نماز فجر کے بعد تشریف لاتے اور بہت ہی عمدہ، صاف ستھرا اور ارزاں قیمت پر سودا سلف لا کر دیتے رہے۔ 1943ء سے ان کا یہ معمولی قادیان سے انخلا (1947ء) تک جاری رہا۔ میں یہ واقعہ اپنے بے شمار ملنے والوں کو سنا چکا ہوں۔ لیکن سننے والوں کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مجھے یہی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ انہیں میری بات پر یقین نہیں آیا۔ سچ ہے۔ ؎

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

ایک سال متحدہ پنجاب کے ہیڈ ماسٹرز کی سالانہ کانفرنس قادیان میں ہوئی۔ صدر کسی آریہ سماج سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ بہت ہی سحر البیان مقرر اور زندہ دل انسان تھے۔ ان کا قیام بورڈنگ تحریک جدید کی عمارت کے قریب کیا گیا تھا۔ خاکسار اور چند دوسرے طلبا کے ذمہ ان کی خدمت کا فریضہ تھا ایک دوپہر کے کھانے کے بعد انہوں نے ایک چھوٹے بچے سے پوچھا۔ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے۔ اس نے فی الفور جواب دیا ہر احمدی (دین) کا بہادر سپاہی ہوتا ہے۔ اسی راہ میں میری جان قربان ہوگی۔ بچے کا یہ بیان سن کر وہ سکتہ میں آ گئے اور بعد میں مختلف مجالس میں اپنی تقاریر میں یہ ذکر کیا۔ کہ احمدی بچوں میں یہ جذبہ نہایت قابل تعریف ہے اور جس قوم کے بچوں میں ایسا جذبہ ہو۔ وہ قوم ضرور کامیاب ہوگی۔

جس شخص نے بھی چند یوم اس پاک بستی میں گزارے ہیں۔ خواہ وہ کسی علاقے، ملک یا قوم ہو ہو، وہ ’’ثم قادیانی‘‘ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل پکار اٹھتا ہے:۔ ؎

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیان

آپ کے اساتذہ کرام بھی برادرم منیر احمد صاحب سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ جب تعلیم الاسلام کالج لاہور میں تھا حضرت صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث اس زمانہ میں کالج کے پرنسپل تھے۔ آپ ہمیشہ میرا خاص شاگرد اور میرا منیر کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ کئی دفعہ شکار پر اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ اسی طرح سکول کے سب اساتذہ اپنے اس لائق شاگرد سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے اور بعد میں امریکہ میں جماعت کے مشنری بھی رہے۔ انہوں نے اپنے خط میں برادرم منیر احمد صاحب کو لکھا۔

عزیزم محترم میاں منیر احمد بانی۔ السلام علیکم مجھے کل عزیزم شریف احمد بانی کا ارسال کردہ آپ کا مضمون، آپ کے زمانہ قادیان کے بارہ میں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ آپ کو آپ کے سکول کے زمانہ یعنی آپ کے بچپن سے ہی زیادہ تر جانتا ہوں۔ آپ کی سعادت

مندی اور اساتذہ کے ادب واحترام کی آپ کی صفت سے خاص طور پر متاثر تھا اور ہوں لیکن اس زمانہ کے بعد آپ نے جس صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بالخصوص مشاہدہ کا ملکہ، وہ تو واقعتہً ایک نہایت قابل قدر چیز ہے۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے۔

Observation is selective

لیکن آپ نے Selection والی تو کوئی بات چھوڑی ہی نہیں۔ ہر چیز پر نظر رکھتے ہیں اور نہایت عمدہ انداز اور الفاظ میں اسے بیان کرتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کے مالک ہیں اور اخلاص واخلاق کے پیکر کہتے ہیں۔ دنیا میں دو اشخاص ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے۔ باپ اور استاد، بیٹا اور شاگرد چاہے کتنا ہی بلند اور ارفع نہ ہو جائے۔ باپ اور استاد ان سے حسد نہیں کرتا۔ بس یہی کیفیت میری ہے۔ آپ کے والد مرحوم میں جو نمایاں اوصاف تھے۔ اللہ کے فضل سے سب آپ نے اپنا لئے ہیں۔ جن کا عملی ثبوت دیکھ کر میں بے حد خوش ہوں چنیوٹ کے زمانہ میں تو شریف ابھی عملاً بچہ ہی تھے۔ اس لئے ان سے زیادہ قرب نہ تھا۔ لیکن آپ سے دلی محبت اور انس تھا اور یہ باہمی نوعیت کا تھا۔ جو اگرچہ مرور زمانہ سے اپنی نوعیت تبدیل کر چکا ہے۔ لیکن دائم وقائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور ہر امتحان اور آزمائش سے دور رکھے۔ میرے دنیا میں سینکڑوں شاگرد ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ دلی محبت ہے۔ لیکن منیر۔ منیر ہی ہے۔

والسلام مع الاکرام۔ محمد ابراہیم

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا استاد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے اپنے ایک دوسرے خط میں لکھا۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں کی نعمتوں سے نوازے اور نوازتا رہے۔ آپ ان پیارے معدودے چند خاندانوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے مجھے کبھی نہیں بھلایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء حقیقتاً حضرت امام رابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ان دوستوں اور محبوں میں سے ہیں۔ جن کے متعلق حضور نے مجھے اپنی فوٹو بھجواتے ہوئے اس پر لکھا تھا۔ آپ میرے وہ استاد ہیں کہ جن کو نہ ان کے شاگردوں نے بھلایا اور نہ کبھی استاد نے ان کو بھلایا اور بانی صاحب۔ آپ کی شان ہی نرالی ہے۔“

ہندوستان کی احمدی جماعتوں میں جماعت احمدیہ کلکتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی فعال جماعت ہے اور ہر لحاظ سے دینی کاموں میں پیش پیش رہنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ تقسیم ملک سے پہلے تو جماعت کا بیشتر حصہ پنجابی حضرات پر مشتمل تھا۔ جو اپنے کاروبار یا ملازمت کے سلسلہ میں یہاں مقیم تھے۔ ان کا ایک بڑا حصہ چنیوٹ سے تعلق رکھتا تھا اور یہ لوگ نسبتاً خوشحال تھے اور مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیا کرتے تھے۔ 1963ء میں کلکتہ میں ایک خوبصورت بیت الذکر بھی تعمیر ہوگئی تھی۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد آہستہ آہستہ ان لوگوں کی اکثریت پاکستان چلی گئی۔ پرانے خاندانوں میں سے بہت تھوڑے کلکتہ میں اس وقت قیام پذیر ہیں۔ پرانے بزرگ تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ لیکن ان کی اولادیں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت سے محبت کرنے والی ہیں۔ انہیں پرانے خاندانوں میں میرے بھائی میاں منیر احمد بانی اور میاں نصیر احمد بانی ہیں۔ یہ دونوں بھائی اور ان کی اولادیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حتی المقدور جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں۔

برادرم منیر احمد صاحب آخری وقت تک جماعت کلکتہ کے ایک فعال ممبر رہے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ جماعت کی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ آپ کو جوانی کی عمر میں ہی سخت قسم کی ذیابیطس لاحق ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے صحت بہت کمزور ہوگئی تھی۔ لیکن آپ کی ہمت آخر وقت تک جوان تھی۔ جماعت کے تقریباً ہر جلسہ میں آپ کی تقریر ضرور ہوتی تھی۔ آپ کو نوجوان نسل کی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ اس لئے آپ زیادہ تر تربیتی موضوعات پر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو بہت محبت تھی۔ ایک یا دو پارے آپ نے حفظ بھی کئے تھے۔ آخر عمر میں زیادہ تر حضرت مصلح موعود کی تفسیر کبیر ہی آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ MTA کے آنے سے پہلے TV دیکھنے کے سخت خلاف تھے۔ مال و دولت کی فراوانی کے باوجود آپ کے گھر میں TV نہیں تھا۔ جب MTA کا اجرا ہوا۔ تو پھر گھر میں TV آ گیا۔ لیکن میں نے انہیں کبھی MTA کے علاوہ اور کوئی چینل دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

1974ء میں جب ہمارے والد میاں محمد صدیق صاحب بانی کی وفات ہوئی۔ تو اس وقت انہوں نے خدمت خلق کے بہت سے کام شروع کر رکھے تھے۔ جن میں سے کچھ کا تعلق درویشان قادیان سے تھا اور سارے ہندوستان میں مختلف مقامات پر بیوگان اور یتامیٰ کو وظائف اور امداد کا سلسلہ تھا۔ جناب والد صاحب کی وفات کے بعد برادرم منیر احمد صاحب نے خدمت خلق کے تمام کام اسی طرح جاری رکھے۔ جس طرح حضرت والد صاحب مرحوم کی زندگی میں جاری تھے۔ بلکہ مزید کئی نئے وظائف بھی جاری کئے اور یہ سلسلہ 1974ء سے لے کر 2010ء میں آپ کی وفات تک مسلسل 36 سال جاری رہا اور یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ میرے دوسرے بھائی میاں نصیر احمد صاحب بانی اب اسی طرح ان تمام خدمت خلق کے کاموں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے اور انہیں بھی اپنے بزرگوں کی طرح بیش از بیش دینی خدمات کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

کلکتہ میں ہماری موٹر پارٹس کی دکان ہے۔ منیر بھائی کمزور صحت کے باوجود کاروباری معاملات میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے اور جوانوں سے زیادہ محنت کے عادی تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ کاروباری حالات بہت اچھے تھے اور دوکان پر ہر وقت خریداروں کا رش رہتا تھا۔ منیر بھائی نے ایک دفعہ بہت دلچسپ واقعہ مجھے سنایا۔ کہنے لگے ایک دفعہ ہم دکان پر اپنے کام میں مصروف تھے اور خریداروں کا غیر معمولی رش تھا۔ میں نے دیکھا ایک صاحب ایک کونے میں کھڑے ہیں اور کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے معذرت کی۔ کہ آپ کو کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا ہے۔ فرمایئے۔ آپ کی کیا خدمت کریں۔ ان صاحب نے کہا۔ میں انتظار کرتا ہوں۔ آپ دوسرے خریداروں سے فارغ ہو جائیں۔ تو پھر بات کروں گا۔ فارغ ہونے میں مزید گھنٹہ بھر لگ گیا۔ پھر میں نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور دریافت کیا۔ کہ آپ کی کیا خدمت کی جائے۔ وہ صاحب کہنے لگے۔ نہ آپ مجھ سے واقف ہیں اور نہ ہی اس سے پہلے کبھی میری آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں ایک احمدی ہوں اور حیدر آباد (دکن) سے آیا ہوں۔ جماعتی خدمات کے حوالے سے سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب کا نام سن رکھا تھا۔ ذاتی واقفیت کوئی نہیں تھی۔ اپنے کسی کام سے مجھے کلکتہ آنا تھا۔ تو سوچا کہ آپ لوگوں سے بھی ملاقات کرتا چلوں مجھے کام کوئی نہیں ہے۔ صرف آپ سے ملنے آپ کی دکان پر آیا ہوں۔ لیکن سب سے دلچسپ بات جو اس دوست نے بتائی۔ وہ یہ تھی کہ جب میں حیدر آباد سے چلا۔ تو میں نے آپ لوگوں کی ایک خیالی تصویر اپنے ذہن میں بنائی تھی۔ کہ یہ سیٹھ لوگ ہیں۔ جماعتی خدمات کرتے ہیں۔ بہت امیر کبیر لوگ ہوں گے۔ ان کی دکان یا دفتر میں سفید براق چاندنی کا فرش ہوگا۔ چاروں طرف گاؤ تکئے لگے ہوں گے ملازم ہاتھ باندھ کر آگے پیچھے کھڑے ہوں گے اور سیٹھ صاحبان ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر حکم چلا رہے ہوں گے۔ وہ دوست کہنے لگے۔ کہ جب میں آپ کی دکان پر آیا اور آپ لوگوں کا حال دیکھا۔ کہ آپ لوگ تو ایک عام مزدور سے بھی زیادہ سخت محنت کرتے ہیں اور آپ کا لباس۔ رہن سہن ایک عام معمولی آدمی سے بھی کمتر ہے۔ تو میں بہت حیران ہوا۔ کہ میں کیا تصور باندھ کر آیا تھا اور یہ لوگ کس حالت میں ہیں۔ برادرم منیر احمد صاحب نے اس دوست کو کہا۔ کہ عیش وعشرت میں بڑائی نہیں ہوتی۔ ہمیں ہمارے والد صاحب نے یہی تعلیم دی ہے۔ کہ سخت محنت کرو۔ اسی میں عظمت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ اسی کی راہ میں خرچ کرو۔ یہی ہماری پیدائش کی غرض ہے اور یہی ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔

خدمت خلق کا آپ کو بہت شوق تھا اور خدمت کے نئے طریقے سوچتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو خیال آیا کہ مستحق افراد کی امداد روپے پیسے سے ہم کرتے ہیں۔ یہ لوگ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اپنی اشد ضرورتوں پر یہ رقم خرچ کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ جو انواع واقسام کے میوہ جات سارا سال کھاتے ہیں۔ ان غربا نے تو کبھی یہ پھل چکھے بھی نہیں ہوں گے۔

اس خیال کے آتے ہی آپ نے فروٹ منڈی میں ملازم کو بھیجا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ آم کا موسم تھا۔ منڈی قسم قسم کے آموں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے اچھی خاصی تعداد میں آم منگوائے۔ جو اعلیٰ درجہ کے تھے۔ غریب احمدی احباب کی فہرست آپ کے پاس پہلے سے موجود تھی۔ اس کے مطابق سب احباب کے نام کے مطابق پارسل بنائے اور خود ہر ایک کے گھر جا کر وہ آم دے کر آئے۔

چند روز بعد ان دوستوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ میں اکثر سنا کرتا تھا۔ کہ ہر دانے پر کھانے والے کا نام اللہ تعالیٰ نے لکھ رکھا ہے۔ جو اس کھانے والے کو پہنچتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی آم یا پھل پر ہمارا نام بھی لکھا۔ جو ہماری قسمت میں پھل کھانا نہیں ہے۔ لیکن جب آپ نے آموں کا تحفہ بھیجا۔ تو دل نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھولا نہیں ہے۔ ہمارے نام کے پھل اس نے ہمیں بھجوا دیئے ہیں۔

عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ لمبی بیماری سے انسان چڑ چڑا اور بدمزاج ہو جاتا ہے۔ برادرم کو ذیابیطس کی تکلیف تقریباً چالیس سال سے تھی اور ذیابیطس بھی نہایت سخت قسم کی تھی۔ دن میں تین دفعہ انسولین کا انجکشن لگانا پڑتا تھا۔ بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے۔ لیکن بیماری کے باوجود آخری وقت تک سخت محنت کرتے رہے اور کبھی کام کا ناغہ نہیں کیا اور سب سے بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ انتہائی زندہ دل اور خوش مزاج انسان تھے۔ اپنا پرایا جو بھی چند لمحے آپ کے پاس بیٹھ جاتا۔ آپ کا مداح ہو جاتا۔ چار پانچ سال کے بعد کبھی مجھ سے ملنے کراچی آتے۔ ہماری مارکیٹ کے دوکاندار۔ جو ان سے بالکل واقف نہیں ہوتے تھے۔ جب ان کے ساتھ دو گھڑی بیٹھ جاتے۔ تو بار بار آ کر ان کی گفتگو سے لطف اندوز ہوتے۔ جب ان کی وفات کی اطلاع یہاں کراچی میں مارکیٹ والوں کو ہوئی۔ تو بہت سے لوگ تعزیت کے لئے میرے پاس آئے اور سب لوگ یک زبان ہو کر ان کی خوش مزاجی اور زندہ دلی کی تعریف کر رہے تھے۔

آپ کا بیٹا عزیزم تنویر احمد بانی ماشاء اللہ بہت نیک اور سعادت مند ہے اور جماعتی کاموں میں بڑی مستعدی سے حصہ لیتا ہے۔ گزشتہ دو، اڑھائی سال سے خدام الاحمدیہ کلکتہ کا قائد ہے۔ مرحوم بھائی اپنے بیٹے کی جماعتی خدمات سے بہت خوش تھے اور اکثر خطوں میں بڑی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

مرحوم موصی تھے۔ اپنی زندگی میں وصیت کا سارا حساب صاف کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اہل وعیال کا خود حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14 جولائی 2010ء ”مسجد الفضل“ لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

جنت فردوس میں جائیں گے کچھ جو بے حساب
اے خدا۔ ان میں ہی کرنا میرے بھائی کی چُنید

☆☆☆

بقیہ: ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا

عالمی غلبہ نصیب ہوگا۔اس صدی کے گزرنے میں چندسال باقی ہیں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں تم سب مل کر اگر کسی طرح مسیح کو اُتار دو صدی سے پہلے پہلے تو میں تم میں سے ہر ایک کو کروڑ روپیہ دوں گا۔ سب مولویوں کو دوبارہ چیلنج دیتا ہوں جو یہ دعویٰ کرتے کہ میری کوشش سے اُترا ہے۔ میں بغیر بحث کئے اس کی بات مان جاؤں گا اور ایک ایک کروڑ کی تھیلی ہر ایک کو پہنچائی جائے گی۔ فرمایا مسیح تو بہت پاک وجود ہے اُس کہاں سے اُتار سکتے ہیں۔ دجال کے گدھے کو ہی پیدا کردے۔ اگر صدی کے ختم ہونے سے پہلے دجال کا گدھا بنا کے دکھا دو جس کے آئے بغیر مسیح نے نہیں آنا تو پھر ایک ایک کروڑ روپیہ ہر مولوی کو ملے گا‘‘۔

ایک بات یہاں یاد رکھنا ضروری ہے کہ مسیح اور مہدی کے آنے کی جو خبر دی گئی ہے وہ دراصل ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔لا المھدی الا عیسیٰ بن مریم (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان) کہ عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی نہیں ہے۔ علماء اس مسئلہ پر بہت سنجیدگی سے غور کریں تا ان سے اُمت کو صحیح رہنمائی حاصل ہو۔ مسیح اور مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آپؐ نے مسیح کے آنے کا وقت بھی بتایا ہے۔ مقام بھی بتایا ہے۔اس کے زمانے کے علماء اور اُمت کی بگڑی حالت کو بھی بڑے واضح رنگ میں بتایا ہے۔ مہدی کے زمانہ کی علامات جو احادیث میں بتائی گئی ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔ چونکہ اُمت کی اکثریت علماء کے عقائد پر منحصر ہوتی ہے اس لئے علماء کا اولین فرض ہے کہ نزول عیسیٰؑ کے مسئلہ کی اچھی طرح چھان بین کریں پھر آنحضرت ﷺ کی خاتمیت پر غور کریں۔ اس کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی صداقت کو پہچاننے کی باری آتی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ خود فرماتے ہیں کہ ’’میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا‘‘۔

تحفظ ختم نبوت کے نام پر مرزا صاحبؑ کو گالیاں دینے سے محبت رسول ظاہر نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ سے محبت کے دعویدار ہم بھی تو ہیں مگر محبان محمد سے دُشمنی نہ کرنے کی ہم نے قسم کھائی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

دشمنی ہو نہ محبان محمد سے تمہیں
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو

مسلم عرب ممالک میں آج کل جس قسم کے سیاسی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس کے لئے بھی بے چین اور فکر مند ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وہاں کی عوام اور بادشاہوں کو مخاطب کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۲۰۱۱ء اور یکم اپریل ۲۰۱۱ میں اچانک اُبھرے موجودہ مسائل کا جو حل پیش کیا ہے وہ قابل غور ہے۔ اُمت مسلمہ سے ہماری مؤدبانہ درخواست ہے کہ ان کا ضرور مطالعہ کریں۔ یہ خطبات ہماری ویب سائٹ www.alislam.org پر دستیاب ہیں۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ہمارا ایک مستقل ٹی وی چینل ہے اس کی چند Live نشریات ہیں۔ خطبہ جمعہ شام 5:30۔ راہِ ہدیٰ رات 9:00۔ Faith Matter صبح 10:25 بجے جماعت احمدیہ بھارت کا Tollfree no 1800 180 2131 جس پر فون کر کے ہر کوئی اپنے اعتراض کا جواب حاصل کرسکتا ہے۔ اس طرح شکوک کا ازالہ براہ راست کیا جاسکتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہؐ کے ہر فرد کی حفاظت فرمائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں مبعوث ہونے والے مسیح الزماں اور مہدی دوران پر ایمان لا کر ایک امام ایک مرکز ایک بیت المال ہے۔ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۱ء از صفحہ اوّل

بیعت اور وہ عظیم مقاصد اور دوسری طرف یہ کہنا کہ ہمیں فیس بک سے کیوں روکا جاتا ہے۔ پس یہ دونوں باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمیں اللہ کی رضا کو پانا ہے یا فسق فجور کو۔ آج ایک احمدی ہی دنیا کی رہنمائی کرسکتا ہے۔ قرآن کی جو تفسیر حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہے وہ اور کہیں نہیں ہے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بے حیائیوں اور لغویات میں نہ پڑو۔ بیعت تو اس لئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے انصار بن کر دنیا کو فسق و فجور سے نکالیں لیکن اگر ہم خود ان برائیوں میں پڑ جائیں تو دنیا کا کیا حال ہوگا۔ جو اس بات کو نہیں سمجھے گا وہ آپؑ سے کاٹا جائے گا۔ گو بظاہر وہ احمدی ہی ہو۔ پس ہمیں اپنے عمدہ کھانے میں سے دنیا کی ملونی کو نکالنا ہوگا اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تکمیل کے لئے دوسروں کو بھی بچانا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا تقویٰ کے اعلیٰ نمونے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء نے دکھائے ہیں اور پھر اس جماعت کے ممبران نے بھی نمونے دکھائے ہیں۔ پس بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں کرتے ہوئے اپنے اندر نیکیاں پیدا کریں۔ اپنے تقویٰ کو بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کو مانیں کہ ہم ایک لڑی میں پروے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ جڑنے سے ہی ہم پر فضلوں کی بارش ہوگی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی گندگی سے نکال کر اس جماعت سے وابستہ کر کے جو احسان کیا ہے اس پر شکر گذاری کا تقاضا ہے کہ ہم تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں۔ اس رسی سے جڑ جائیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔ پہلی قومیں اس لئے بگڑی ہیں کہ وہ تقویٰ سے دور ہو گئیں۔ اس بات میں یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ مسلمان بھی تقویٰ سے دور ہو کر یہودیوں کی طرح فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ پس قرآن کریم کے احکامات پر چلانے کیلئے، قرآن کی صحیح تفسیر اور رموز کو سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی ضرورت ہوتی ہے جس کے آنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے۔ اور اس کی خبر و آخرین منھم میں دی گئی ہے پس قرآن کریم سے جڑ کر ہی تقویٰ پر چلا جاسکتا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں جاری کرنے کیلئے آئے ہیں اور آپ ہی ہیں جو اسلام پر اعتراض کو دور کرنے والے ہیں آپ کے علم کلام سے باہر نکل کر کوئی اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند نہیں کرسکتا۔ آپ ایک حبل اللہ ہیں جس سے جڑنے کا آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ پس قرآن کریم کو ماننے والوں کیلئے کوئی راہ نہیں کہ وہ قرآنی وعدہ کے مطابق مسیح موعود اور آپ کی خلافت کو نہ مانیں۔ آج مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہے مگر پھر بھی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں لیکن الزام جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے اب اسلام کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے۔ اب اگر حقیقت میں حبل اللہ کے فیض کو پانا چاہتے ہو تو مسیح موعودؑ کو مانو۔

پس یہ پیغام تو ہے ان لوگوں کیلئے جو جماعت میں ابھی شامل نہیں اور جو احمدی ہیں ان کو بھی یاد کرایا جائے کہ جماعت سے جڑنے کا جو عہد کیا ہے اب اس کا حق بھی ادا کرنا ہے۔ جس طرح آنحضرتؐ نے باخدا انسان بنائے تھے اسی طرح باخدا انسان بننے کی کوشش کرو۔ پس اگر اللہ کے احسان کے بعد ہمارے اندر رنجشوں نے جگہ بنالی تو ہم حبل اللہ کی قدر کرنے والے نہ ہوں گے۔ پس ایک احمدی کو اس کی فکر کرنی چاہئے کہ اگر اس نے خدا کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنی ہے قرآن مجید اور خلافت سے مضبوط تعلق پکڑنا ہے۔ یاد رکھیں کہ نبوت کی طرف سے کی گئی تمام باتوں پر ایمان لانا نبوت سے تعلق کو بڑھاتا ہے۔ پس ایک احمدی کو یقین ہونا چاہئے کہ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا وہ صحیح ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر یقین رکھتے ہیں مگر خلافت کی ضرورت نہیں وہ مسیح موعودؑ کے دعووں کو جھٹلانے کا موجب ہیں۔ خلافت ایک دائمی قدرت ہے اس وقت جماعت کی خوبصورتی خلافت سے جڑنے میں ہے۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس کی حفاظت ہی ایک احمدی کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کا حق دار بناتی ہے اور یہی حقیقی محبت ہے۔ خطاب کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ حقیقی تقویٰ کی تلاش ضروری ہے اور خلافت سے وابستہ ہو کر ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں گے جو حضرت مسیح موعودؑ ہم سے چاہتے ہیں۔ اب وقت تیزی سے قریب آرہا ہے کہ مغربی ممالک میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا ہے۔ خصوصاً جرمن کو توجہ دینی چاہئے۔ لیکن اس کیلئے ہمیں اپنے نمونے اور معیار بنانے ہوں گے۔ اللہ کرے ہم ان انقلابات کو دیکھنے والے ہوں دُعاؤں میں شہدائے احمدیت کے خاندانوں کو یاد رکھیں۔ دنیا کی ہدایت کیلئے دُعا کریں۔ خلافت سے جڑے رہنے کیلئے دعائیں کریں۔

☆☆☆

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔کراچی۔فون 629443

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر:18283 مَیں زیادالرحمٰن ولد مکرم عبدالرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال تاریخ بیعت 1985ء ساکن کاکناڈ، ڈاکخانہ THRIKKAKARA ضلع ایرناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 2.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد غیر منقولہ: 9.6 مرلہ زمین مع رہائشی مکان قیمت اندازاً 25,00000 لاکھ روپے ہے۔ میرا گذارہ ماہانہ آمداز گریفیک ڈزائنگ 5000 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آئی۔آر۔انصارمہدی العبد: زیادالرحمٰن گواہ: عبدالرزاق

وصیت نمبر:18284 مَیں مباہل احمد ایس ولد مکرم مرحوم صدیق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طامب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن کاکناڈ وڈاکخانہ THRAKKAKARA ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 1.1.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمداز 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: آئی۔آر انصار احمد العبد: مباہل احمد گواہ: بشیر احمد۔ایم

وصیت نمبر:18285 مَیں پی۔اے عبدارزاق ولد مکرم پی۔عبداللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 49 سال تاریخ بیعت 1987ء ساکن کاکناڈ ڈاکخانہ THRIKKAKARA ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 1.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد گیر منقولہ: سترہ سینٹ مع رہائشی مکان 8000000 ہے، کرایہ مکان کا حصہ 5000 ہزار روپے ماہانہ ملتا ہے۔ میرا گذارہ آمداز ماہانہ 12000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آئی۔آر انصار احمد العبد: پی۔اے۔عبدالرزاق گواہ: تنویر احمد

وصیت نمبر:18286 مَیں طاہر احمد ناصر ولد مکرم غلام احمد ناصر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع قادیان صوبہ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 16.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمداز ملازمت 3518 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق محمود العبد: طاہر احمد ناصر گواہ: محمد انور احمد

وصیت نمبر:(A)18287 مَیں اعظم احمد ولد مکرم نور محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 16.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد غیر منقولہ: اراضی ڈیڑھ بیگھ موجودہ قیمت 1,50,000 ہزار روپے ہے۔ میرا گذارہ آمداز ملازمت 3600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ریاض احمد ملکانہ العبد: اعظم احمد گواہ: محمد انور احمد

وصیت نمبر:(B)18287 مَیں نسیمہ بیگم زوجہ مکرم انصار احمد ملکانہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ امور خانہ داری سال پیدائشی احمدی عمر 20 سال ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 18.02.2008 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد منقولہ: حق مہر خاوند 20,000، زیور طلائی 9.090 گرام بالیاں 3.86 انگوٹھی ایک عدد 2.260، کانٹے ایک جوڑی 6.200 گرام ہے کل وزن 21.110 گرام قیمت موجودہ 24109 ہے۔ میرا گذارہ آمداز خورونوش 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: انصار احمد ملکانہ الامتہ نسیمہ بیگم: گواہ: محمد انور احمد

وصیت نمبر:18288 مَیں زاہدالسلام ولد مکرم نوشاد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 6.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمداز خورونوش 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان صلاح الدین کبیر العبد: زاہدالاسلام گواہ: جاوید احمد لون

وصیت نمبر:18289 مَیں وزیر احمد ولد مکرم مانگے خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 7.02.2008 کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمداز جیب خرچ 3600 روپے سالانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ملک مقبول طاہر العبد: وزیر احمد گواہ: ایم ابوبکر

اہم ریل گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی

یکم جولائی سے ہر سال انڈین ریلوے کے اوقات میں تبدیلی ہوتی ہے قارئین بدر کے افادہ کیلئے یکم جولائی ۲۰۱۱ء کے نئے اوقات کے مطابق امرتسر سٹیشن سے چلنے والی اور پہنچنے والی اہم گاڑیوں کے اوقات درج ہیں۔

امرتسر سے چلنے والی ٹرینوں کے اوقات میں تبدیلی

نام ریل گاڑی	امرتسر سے چلنے کا وقت	پرانا وقت
غریب رتھ اور اندورا ایکسپریس	صبح 04.40	صبح 4.45
سچ کھنڈ ایکسپریس	صبح 5.40	صبح 5.35
پچھّم ایکسپریس	صبح 8.10	صبح 8.15
ہٹیا جموں موری ایکسپریس	صبح 8.20	صبح 8.40
دادر ایکسپریس	صبح 8.30	صبح 8.35
فلائینگ میل (شہید ایکسپریس)	دوپہر 11.55	دوپہر 12.00
جلیانوالہ باغ ایکسپریس	دوپہر 12.40	دوپہر 12.45
سہرساجن سادھارن ایکسپریس	دوپہر 1.05	دوپہر 1.10
سورن شتابدی ایکسپریس	شام 4.55	شام 5.00
جے پور ایکسپریس	شام 5.50	شام 6.00
ڈپلیکیٹ ہاوڑہ میل	شام 6.10	شام 6.15
ہیراکنڈ ایکسپریس	رات 11.45	رات 11.55

امرتسر آنے والی ٹرینوں کی اوقات میں تبدیلی

جموں بٹھنڈہ ایکسپریس	رات 1.55	رات 1.50
جن نائک ایکسپریس	رات 1.55	رات 1.45
ٹاٹا موری ایکسپریس	صبح 7.50	صبح 7.55
چھتیس گڑھ ایکسپریس	صبح 8.10	صبح 8.15
ہاوڑہ میل	صبح 8.55	صبح 8.40
ڈپلی کیٹ ہاوڑہ میل	صبح 10.10	صبح 10.05
جے پور ایکسپریس	دوپہر 2.45	دوپہر 2.20
جن سیوا ایکسپریس	شام 5.50	شام 5.40
ٹاٹا موری ایکسپریس	رات 7.10	رات 7.15
غریب رتھ، ڈبروگڑھ اور اندورا ایکسپریس	رات 8.45	رات 8.40
نئی دہلی سپر فاسٹ ایکسپریس	رات 9.35	رات 9.25
جن شتابدی ایکسپریس	رات 9.55	رات 9.45
فلائینگ میل (شہید ایکسپریس)	رات 10.55	رات 10.10
ہیراکنڈ ایکسپریس	رات 11.55	رات 10.55

(بحوالہ دینک جاگرن یکم جولائی ۲۰۱۱)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091)1872-220757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly B A D R Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 7 July 2011 Issue No. 27

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کے مطابق اس لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں اور سال کے یہ تین دن روحانی ماحول میں گزار کر اپنی تربیت کے جائزے لیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 جون 2011 بمقام جرمنی۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ الحمد للہ آج پھر جرمنی کا ایک اور جلسہ سالانہ دیکھنے اور سننے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کے مطابق اس لئے منعقد کیا جاتا ہے کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں اور سال کے یہ تین دن روحانی ماحول میں گزار کر اپنی تربیت کے جائزے لیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا ہم اپنی کمزوریوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کے ذریعہ قابو پا چکے ہیں۔ جلسہ کے روحانی ماحول میں خدا اور رسول کی باتیں سن کر روحانیت میں ترقی کرنے والے بنیں۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں روحانیت میں ترقی کا باعث بن جاتی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بعض بدقسمت روحانی ماحول اور جلسہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے اور صرف دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے آتے ہیں۔ ایسے لوگ چاہے مسیح موعود کی بیعت کا دعویٰ کریں مگر حقیقت میں آپ کی تعلیم سے دور ہوتے ہیں۔ پس دُعاؤں اور استغفار میں دن گذاریں کہ شیطان ان کو نیک مقاصد سے ہٹانے کیلئے ہمیشہ کوشش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ محفوظ رکھے۔ تمام شاملین جلسہ اور تمام کارکنان کی دعاؤں درود اور استغفار کے ساتھ شیطان کے شر سے بچنے کی توفیق مانگیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نئی جگہ جماعت احمدیہ جرمنی جلسہ منعقد کر رہی ہے تو جس طرح مین ہٹن میں جماعت کا نیک اثر ہے اس سے بہتر اثر جماعت کا اس شہر اور انتظامیہ پر چھوڑنے کی کوشش کریں تا یہ نیک نمونے اسلام اور احمدیت کے حقیقی پیغام کے پہنچانے کا موقع دیں۔ یہاں کے ہوٹلوں میں بڑی تعداد میں پہلی بار ایشیائی لوگوں کو ٹھہرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہوٹلوں کے مالکوں کو بھی تشویش تھی مگر پولیس نے انہیں تسلی دی ہے۔ پس ان دنوں میں جلسہ گاہ کے ماحول میں ہی نہیں بلکہ جس جگہ بھی احمدی رہائش پذیر ہیں وہاں بھی اپنے نیک نمونے چھوڑتے چلے جائیں۔ جو احمدیت کی تبلیغ کا باعث ہوں۔ اگر کوئی زیادتی بھی کرے تو پلٹ کر جواب نہ دیں۔ صبر کا مظاہرہ کریں اور یہ دن چونکہ خدا تعالیٰ کی خاطر گذارنے کیلئے آئے ہیں اس لئے اپنے معاملات خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہیں۔ پس اس احسان کی قدر کریں۔ جماعت میں شامل ہونے کیلئے قومیں تیار ہو رہی ہیں۔ اس بات سے پرانے احمدیوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور نئی قوموں کیلئے عمدہ نمونے پیدا کرنے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ نئی قومیں خدا تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن جائیں اور پرانے دنیا میں ڈوب کر محروم ہو جائیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ دُعاؤں میں رہ کر دن گذاریں۔

حضور انور نے فرمایا اب میں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کی بعض روایات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں مختلف قسم کے مضامین میں حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح صحابہ سے سلوک، صحابہ کا مسیح موعودؑ سے سیکھنے کا طریق وغیرہ کئی امور ہیں حضور نے صحابہ کی روایات پیش کرتے ہوئے فرمایا:

خان ضیاء الحق خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تین احباب سونگڑہ سے روانہ ہو کر کلکتہ سے ہوتے ہوئے گیارہ بجے قادیان پہنچے۔ نماز ظہر میں حضور سے مسجد مبارک میں ملاقات ہوئی۔ اس دن نماز مغرب میں ہم نے بیعت کی۔ حضور نے بیعت کے بعد فرمایا مولوی صاحب ان تینوں کو سلسلہ کی کتب دی جائیں۔ میں نے عرض کی فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام تو میں پڑھ چکا ہوں۔ حضور نے لنگر خانہ کے منتظمین کو فرمایا کہ ہم اڑیسہ سے ہیں ہمارے لئے چاولوں کا انتظام کر دیا جائے۔ ہم سات دن رہے اور حضور کے ساتھ نمازیں ادا کرتے رہے۔

حضرت نظام الدین صاحبؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر حضرت صاحب سے گھر جانے کی اجازت حاصل کرنے کیلئے گئے تو میرے ساتھ جو دوست تھے انہوں نے ملتانی زبان میں عرض کی۔ ’’میکو کوئی وظیفہ دسو‘‘ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا درود شریف کثرت سے پڑھا کرو یہی وظیفہ ہے۔ سیدنا حضور انور نے فرمایا آج بھی ہماری جماعت کیلئے یہی وظیفہ ہے۔ یہی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈھاب کا کنارہ بھر کر ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔ یہاں جلسہ سالانہ پر مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ دوستوں کو پانی پلا رہے تھے مولوی صاحب پانی پلاتے پلاتے ناچنے لگ گئے اور دوستوں سے کہا پوچھو میں کیوں ناچ رہا ہوں۔ وہاں جب کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ’’میں مسیح کا چپڑاسی ہوں‘‘

حضرت میاں احمد گجراتی صاحبؓ ایک بار قرض میں ڈوبے ہوئے تھے قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ سے درخواست کی تو حضور نے فرمایا کثرت سے درود شریف پڑھا کرو یہی کثرت سے استغفار کیا کرو۔ میاں احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس وظیفہ سے میں قرض سے بری ہو گیا۔

حکیم عبد الصمد صاحب لکھتے ہیں کہ میں 1907 میں قادیان آیا تھا عصر کے بعد کھانا کھانے کے وقت منتظمین کی غلطی کی وجہ سے بعض لوگوں کو کھانا نہ ملا۔ رات اللہ تعالیٰ نے الہاماً مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ یاایّھا النبی اطعموا الجائع والْمُعْتَرّ یعنی اے نبی بھوکوں اور بے قراروں کو کھانا کھلا۔ حضور انور نے فرمایا اس الہام میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کہہ کر پکارا ہے لیکن آپ غیر تشریعی نبی ہیں اور آنحضرتؐ کی پیروی میں آنے والے نبی ہیں۔

میاں اللہ دتا صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے میں عید کے موقع پر قادیان گیا اور لنگر خانے گیا۔ وہاں عام اور خاص تخصیص ہو رہی تھی۔ مجھے شک ہوا کہ جو مہدی ہوگا اس کی تو یہ علامت ہوگی کہ وہ حکم اور عدل ہوگا۔ صبح نماز فجر کے وقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ رات اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ تیرا لنگر خانہ ناخن کے برابر بھی منظور نہیں کیونکہ لنگر میں ریا کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں کو چھ ماہ تک قادیان سے نکال دیا جائے اور نیک اور صالح لوگوں (لنگر میں کام کرنے والوں) کو رکھا جائے۔ میاں اللہ دتا صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اُسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگی اور یہ کرامت میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے بارے میں مولوی مہر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ برہان الدین صاحب نے بتایا کہ جب حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھی تو میں نے سوچا یہ شخص بہت بڑا رتبہ پانے والا ہے۔ آپ سے ملاقات کرنی چاہئے۔ میں قادیان آیا تو آپ اس وقت ہوشیار پور میں تھے۔ میں ہوشیار پور چلا گیا۔ مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب حضور کے خادم سے میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا۔ شہر میں پوچھ لو۔ آخر میں پوچھ کر آپ کے مکان پر حاضر ہوا۔ اور دستک دی اندر سے خادم نے پوچھا کون ہے۔ میں نے کہا برہان الدین جہلم سے حضرت مرزا صاحب سے ملنے آیا ہے۔ خادم نے ٹھہرنے کو کہا اور اندر دریافت کرنے چلا گیا۔ اس وقت مجھے فارسی میں الہام ہوا کہ جہاں تمہیں پہنچنا ہے وہاں پہنچ گئے۔ اب یہاں سے نہیں ہٹنا۔ خادم نے آ کر جواب دیا کہ حضور مصروف ہیں۔ اسی دوران حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ’’مہمان آوے تو مہمان نوازی کرنی چاہئے‘‘ حضرت مسیح موعودؑ نے فوراً مجھے بلایا اور جب میں حاضر ہوا تو نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔

محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ جب قادیان آئے تو یہاں کے علماء اور اکابر کو دیکھا اور سوچا کہ چلو عام لوگوں کی حالت بھی دیکھیں۔ چنانچہ وہ لنگر خانہ چلے گئے جو اس وقت خلیفہ اوّل کے مکان کے قریب تھا یہاں نجم الدین صاحب بھیروی اس کے منتظم تھے۔ انہوں نے مجھ کو روٹی اور دال دی میں نے دال کے بدلے میں گوشت مانگا۔ انہوں نے دال اُلٹ کر گوشت دے دیا۔ میں نے پھر دال مانگی انہوں نے دال دے دی اسی طرح دو تین بار ہوا میں نے اندازہ لگایا کہ انہوں نے ہر بار خندہ پیشانی سے سلوک فرمایا منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور جس غرض کے لئے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے اُسے مدنظر رکھنا چاہئے۔ ہمیں تعداد بڑھانی نہیں بلکہ اپنے ایمانوں کی درستی کی کوشش کرنی ہے اور اپنی نسلوں کے ایمانوں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسے نیک نمونے قائم کرنے چاہئیں تا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے فیض پانے والے بنتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایمانوں میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور کوئی ایسی حرکت ہم سے سرزد نہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ ☆☆☆

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان